گیارہویں شریف
مفتی شاہ سلامت اللہ رامپوری
المجمع المصباحی

۷۸۶

گیارھویں شریف

تصنیف

حضرت مولانا مفتی شاہ سلامت اللہ صاحب نقشبندی
رام پوری رحمۃ اللہ علیہ

ولادت ۱۲۳۹ھ وفات ۱۳۳۶ھ

ترجمہ و تحشیہ و جدید ترتیب

مولانا سید شاہد علی رضوی رامپوری
صدر المدرسین الجامعۃ الاسلامیہ گنج قدیم ۔ رام پور

ناشر

المجمع المصباحی جامعہ اشرفیہ مبارکپور
اعظم گڑھ
یو۔پی

٧٨٦

کتاب : گیارھویں شریف
تصنیف : مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب نقشبندی مجددی رام پوری علیہ الرحمہ
طبع اوّل : ٢٦ رمضان المبارک ١٣٣٥ھ یوم سہ شنبہ
مطابق ١٧ جولائی ١٩١٧ء
از مطبع دبدبۂ سکندری ریاست رام پور
باہتمام : مولوی سید میران شاہ صاحب قادری ولایتی

جدید ترتیب تحشیہ و ترجمہ : مولانا سید شاہد علی رضوی رام پوری
کتابت : محمد شرافت اللہ رام پوری
اشاعتِ دوم : ربیع الآخر ١٤٠٨ھ نومبر ١٩٨٧ء
مطبع : جمال پریس گوئیا تالاب رام پور فون نمبر ٥١٤٧
ناشر : حافظ لطیق احمد خاں جمالی۔ مکتبۃ الجمال۔ رام پور

اشاعت سوم : ذی الحجہ ١٤١٧ھ / اپریل ١٩٩٧ء

ناشر

المجمع المصباحی جامعہ اشرفیہ مبارکپور
اعظم گڑھ
یو۔ پی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از حضرت مولانا محمد احمد اعظمی مصباحی
رکن المجمع الاسلامی
واستاذ دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم
مبارک پور۔ اعظم گڑھ

حرفِ آغاز

حامداً و مصلیا:۔

میں ۲۰ صفر ۱۴۰۸ھ پنجشنبہ کی شام کو رام پور حضرت حافظ شاہ جمال اللہ قادری علیہ الرحمہ کے آستانے پر فاتحہ خوانی کے لیے حاضر ہوا تو آستانے کے سجادہ نشین میرے دیرینہ کرم فرما محترم حافظ لئیق احمد خاں جمالی نے مولانا شاہ سلامت اللہ نقشبندی علیہ الرحمہ کی کتاب "گیارھویں شریف" دکھائی، جو ۱۳۳۵ھ م ۱۹۱۷ء میں مطبع دبدبہ سکندری رام پور سے شائع ہوئی۔

موصوف نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ نئے انداز میں ضروری تفہیم و تحشیہ کے ساتھ جلد اس کتاب کی اشاعت عمل میں لائی جائے ــــــ اس کتاب میں جہاں گیارھویں شریف کے جواز و استحسان کے دلائل، اس کے فوائد و منافع اور فاتحہ اولیاء کے ذبیحہ کی حلت پیش کی گئی ہے وہیں مصنف علیہ الرحمہ نے اُن لوگوں کو کافر بھی لکھا ہے جو گیارھویں شریف کرنے والے مسلمانوں کی تکفیر اور فاتحہ اولیاء کے ذبیحہ کی حرمت کے قائل ہیں اور اسے مردار و خنزیر کا گوشت بتاتے ہیں۔ جب کہ رام پور کے خطیب اعظم مولوی وجیہ الدین احمد خاں اور ان کے بعض شاگردوں کا عرصۂ دراز سے یہ پروپگنڈہ ہے کہ علماء رام پور نے کسی کی تکفیر نہیں کی ہے ــــــ اس پروپگنڈے کا عملی جواب الصوارم الہندیہ کی اشاعت سے دیا گیا جس میں علماء رام پور نے حسام الحرمین کی تصدیق فرمائی ہے ــــــ مزید یہ کتاب "گیارھویں شریف" بھی اُس غلط دعوے

کا کھلا ہوا رد ہے۔ ساتھ ہی اِس پر بہت سے علماء رام پور کی تصدیقات بھی ہیں جن میں کئی حضرات "خطیبِ اعظم" کے اساتذہ میں سے ہیں ــــــ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ علماءِ رام پور کا مسلکِ حق یہی تھا کہ اگر کوئی کلمہ گو ہونے کے بعد کفر بکے، خدا و رسول کی شان میں اہانت کا مرتکب ہو یا ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک کا منکر ہو تو ضرور اس کی تکفیر کی جائے گی ــــ اور ہرگز ایسا نہیں کہ کلمہ پڑھ لینے کے بعد جتنا چاہے کفر بکتا رہے پھر بھی مسلمان کا مسلمان رہ جائے اور اس کی تکفیر سے زبان و قلم روکنا ضروری ہو ــــ کفر اور اسلام دو متضاد چیزیں ہیں جب کفر جاگزیں ہوا تو ایمان رخصت ہو جائے گا۔

اس کتاب کی اشاعت سے بھی یہ ثابت ہو جائے گا کہ خطیبِ اعظم جس طرح اکابرِ اسلام کے خلاف ہیں اسی طرح علماءِ رام پور حتیٰ کہ خود اپنے بزرگ اساتذہ کے بھی مخالف ہیں اور انھوں نے سب سے الگ اپنا ایک نیا مسلک قائم کیا ہے۔

اس گفتگو کے بعد میں نے کتاب کی ورق گردانی کی تو دیکھا کہ گیارھویں شریف اور اس کے متعلقات پر یہ ایک جامع اور نفیس کتاب ہے جس سے صرف رام پور ہی نہیں بلکہ ہند و بیرونِ ہند کے تمام مسلمانوں کو فائدہ ہو سکتا ہے۔ اسی لیے میں نے محترم لئیق میاں سے کہا کہ آپ اس کی ایک فوٹو اسٹیٹ کاپی مجھے عنایت کریں، میں ان شاء اللہ تعالیٰ اسے جدید انداز میں اشاعت کے قابل بنانے کی کوشش کروں گا۔

دوسرے دن مولانا سید شاہد علی صاحب رضوی نے اپنی وہ بیاض دکھائی جس پر وہ رسالہ گیارھویں شریف نقل کر کے اسے ترجمہ، حوالہ جات کی تخریج وغیرہ سے آراستہ کر چکے تھے ــ کچھ کام باقی تھا ــــ ان کا حکم ہوا کہ میں اس پر نظرِ ثانی کروں۔ اس طرح وہ بیاض اور اصل کتابیں اپنے ساتھ مبارک پور لایا اور اپنے طور پر اس کا ایک نیا مبیضہ تیار کیا۔ تبییض کے ساتھ بہت سے مقامات

پر ترجمہ بھی خود ہی کر ڈالا ـــــ البتہ اصل کتاب کی عبارتیں بعینہٖ باقی رکھی گئی ہیں۔ اس کی زبان چوں کہ علمی و فقہی اور وہ بھی قدیم تھی اس لیے جہاں ضرورت محسوس ہوئی حاشیہ میں یا بین السطور کچھ وضاحت کر دی گئی ہے۔ خاص طور سے ڈیش، کاما وغیرہ نشانات سے میں نے تفہیم کا کام زیادہ لیا ہے تاکہ جہاں تک ہو سکے قاری کو خود مصنف ہی کے الفاظ و عبارات کے ذریعے ان کے مقصود سے روشناس کرایا جائے۔

حوالہ کی عربی عبارتوں کا ترجمہ اصل کتاب میں ہی لکھ دیا گیا ہے لیکن اسے کچھ علامات و نشانات کے ذریعے ایسا ممتاز کر دیا گیا ہے کہ ہر قاری پر بخوبی واضح ہو جائے کہ یہ مصنف کے الفاظ نہیں ہیں۔ اکثر آیات کا ترجمہ امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہٗ کے ترجمۂ قرآن "کنز الایمان" سے نقل کر دیا گیا ہے ـــــ بعض عربی عبارتیں سلسلۂ کلام کے درمیان تھیں ـــــ متنِ کتاب کے ساتھ ان کا ترجمہ لکھنے سے عبارت کا تسلسل ٹوٹ جاتا اور ربط ملانے میں ذرا زحمت ہوتی اس لیے ان کا ترجمہ نیچے حاشیہ میں لکھ دیا گیا ہے ـــــ اسی طرح کتاب میں ایک طویل عبارت مولانا شاہ احمد سعید مجددی علیہ الرحمہ کی مبارک کتاب "تحقیق الحق المبین" سے منقول تھی، اس کا ترجمہ بھی حاشیہ میں لکھا گیا ہے۔

اب یہ قدیم کتاب جدید زیورات سے آراستہ ہو کر اربابِ ذوق کی ضیافتِ فکر و نظر کے لیے حاضر ہے۔ چوں کہ اس کی تجدید میں بنیادی کاوش، حوالہ جات کی تخریج، ترجمہ وغیرہ زیادہ تر کام مولانا سید شاہد علی صاحب رضوی کا ہے اس لیے جدید ترتیب اور ترجمہ و تحشیہ کے تحت اُن ہی کا اسمِ گرامی مناسب و موزوں ہے۔ ربِّ کریم ان کا فیض عام و تام کرے اور محترم حافظ شفیق احمد خاں جمالی بھی خاص طور سے ناظرین کے شکریہ و تبریک کے مستحق ہیں کہ ان ہی کی تحریک اور سعیِ جمیل سے یہ علمی تحفہ قارئین کی نذر ہو رہا ہے فجزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء و ضاعف حسناتہ، وکثر جمیل اعمالہ و جلیل اشغالہ۔

محمد احمد اعظمی مصباحی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

سراج الفقہاء، عمدۃ العلماء، زبدۃ الفضلاء حضرت علامہ مفتی شاہ محمد سلامت اللہ صاحب مجددی علیہ الرحمۃ والرضوان تیرھویں صدی ہجری کے مایۂ ناز عالم دین، مفسر و محدث، فقیہ و مناظر، مصنف و مؤلف جامع شریعت و طریقت عارف کامل اور سچے عاشق رسول تھے۔

آپ قطب ارشاد حضرت علامہ مفتی شاہ محمد ارشاد حسین صاحب مجددی رام پوری علیہ الرحمۃ والرضوان کے ارشد تلامذہ اور اجلۂ خلفاء میں سے ہیں۔

آپ کی پوری زندگی خدمت دین اور خیر خواہی مسلمین کے لیے وقف رہی، آپ نے اپنی زبان و قلم سے تحقیقات کے وہ آبدار گوہر لٹائے جو رہتی دنیا تک اپنی درخشندگی و تابندگی کی وجہ سے جگمگاتے اور جھلملاتے رہیں گے۔

آپ عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں برجستہ نظم و نثر لکھنے پر قادر تھے چنانچہ تینوں زبانوں میں آپ نے تصنیف و تالیف کا کام کیا مگر اردو زبان میں آپ کی نگارشات زیادہ ہیں۔ وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ آپ کی تصانیف ایک سو سے کم نہیں۔ آپ نے قادیانیت، وہابیت، دیوبندیت، نیچریت اور غیر مقلدیت کے رد میں بھی لکھا اور اختلافی مسائل میں نہایت مدلل اور مفصل لکھا۔ زیر نظر کتاب "گیارھویں شریف" میں بھی آپ نے ایک سو بتیس دلائل آیات قرآنی، احادیث نبوی، اقوال مفسرین، محدثین اور فقہاء، ارشادات اولیاء اور عبارات ائمہ سلف و خلف سے گیارھویں شریف کا ثبوت پیش کیا ہے اور منکرین گیارھویں شریف کو دنداں شکن جواب دیا ہے۔

بلاشبہہ یہ کتاب مناظرین، مبلغین، واعظین، علماء، طلبہ اور عوام الناس کے لیے بیش قیمت انمول خزانہ اور تقریباً پچاس کتب تفسیر، حدیث، فقہ، عقائد اور تاریخ وغیرہ کا خلاصہ اور نچوڑ ہے۔

فقیر رضوی سید شاہد علی نوری غفرلہ القوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماءِ دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ:- ایک شخص ہمارے ملک بنگالہ میں آیا اور اپنے کو عربی کر کے مشہور کیا اور وہ کہتا ہے کہ گیارھویں شریف یعنی عرس غوثِ اعظم قدس سرہٗ کا حرام ہے اور گیارھویں شریف کرنے والے لوگ کافر ہیں ۔ انھوں کو قتل کرنے کا حکم ہے ۔۔۔ اور بہ تقریب گیارھویں شریف کے جو گورو وغیرہ اکول اللحم[۱] سے ذبح کیا جاتا ہے وہ سور کا گوشت ہے اور مردار کا گوشت ۔

موضع کچوا میں آج سو کہ سترہ برس سے، اور دوسرے گاؤں میں بدستور بین المومنین گیارھویں شریف ہوا کرتی ہے ۔۔۔۔ معرّب[۲] نے موضع کچوا میں آ کے چند اشخاص مسمیان اسمٰعیل بن علیم اللہ اور لوم اور عبدالقادر بن نبی بخش، حاجی، اور عبدالسبحان حاجی بن محمد علی حاجی، اور انوار حاجی، اور فیض الدین بن نظام الدین سارنگ وغیرہ کو مرید کیا ۔۔۔ وہ لوگ بھی اپنے پیر کی طرح سے لوگوں کو یہی کہہ رہے ہیں اور سنا رہے ہیں ۔۔۔ اور گیارھویں شریف کے بارے میں مذمت اور برائی کے ساتھ شعر اشعار تیار کر کے مجمع ہو کر گاتے ہیں ۔۔۔ ہر چند انھوں کو سمجھایا جاتا ہے کہ ایسا مت کہو بھلا وہ لوگ کہاں مانتے ہیں ۔

تو اب اس عربی پیر اور اس کے مریدوں پر ازروئے شرع شریف کے کیا حکم ہے؟ ۔۔۔۔ بیّنوا توجروا

مستفتیان

عبدالحفیظ ۔ سکندر علی ۔ نظام الدین عرف رسیا کا باپ ساکنانِ کچوا ۔

---

[۱] حلال جانور جس کا گوشت کھایا جاتا ہے ۱۲ [۲] معرّب یعنی خود بنے ہوئے شخص۔

سوال میں ذِکر شدہ

مُنکرینِ گیارھویں شریف

کے

احکام

نوٹ :۔ سوال میں ذکر شدہ اقوال کی بنیاد پر عربی بنے ہوئے پیر کی تکفیر کرنے اور اس حکمِ تکفیر کی تصدیق کرنے والے علماءِ کرام میں مصنفِ کتاب مولانا شاہ محمد سلامت اللہ صاحب مجددی، مولوی مُعز اللہ خاں صاحب، مولوی احمد امین صاحب، مولوی وزیر محمد خاں صاحب اور مولوی فضلِ حق صاحب رام پوری خطیب اعظم مولوی وجیہ الدین احمد خاں قادری، کے قابلِ ذکر اساتذہ ہیں اور حضرت مولانا وزیر محمد خاں صاحب قادری مجددی تو خطیب اعظم کے مُرشد کامل، ہادی و ملجا اور نسبتی والد بھی ہیں۔ ایسی حالت میں خطیب اعظم اور ان کے متبعین کا یہ گمراہ کن پروپیگنڈہ کہ ہمارے شہر کے علماء اور ہمارے اساتذہ نے "کبھی کسی کو کافر نہیں کہا" حقائق سے روگردانی اور اپنے ہی اساتذۂ کرام کے مسلک سے کھلم کھلا انحراف و بغاوت ہے۔

(تصدیقات علماء رام پور صفحہ ۲۸ پر ملاحظہ کریں)

الجواب ـــــــــــــــ

واللہ سُبحٰنہٗ الموفّقُ للصواب

اُس عربی بنے ہوئے پیر اور اس کے مُریدوں پر از روئے شرع شریف چند حکم ہیں ـــــ

پہلا حکم: یہ ہے کہ یہ لوگ مرتد ہیں ـــــ کَمَا سَیَاتِیؔ[۱] ـــــ اِن کے شبہات دفع کیے جاویں۔ اگر اس کے بعد رجوع کریں اپنے اِن عقائد ناپاک سے تو فَبِھَا، وَاِلَّا[۲] بشرطِ حکومتِ اِسلام یہ لوگ قابلِ قتل ہیں، کہ ان سے دینی فتنہ اور فساد کا اندیشہ اور خوف غالب، بلکہ متیقّن اور مُشاہد ہے۔

دوسرا حکم: ان پر یہ ہے کہ یہ لوگ بہ سبب تکفیرِ عاملینِ گیارھویں شریف (جو سچّے مسلمان، اور پکّے دین دار اور کامل الایمان ہیں۔ بلکہ ہزاروں ان میں اولیاء اللہ ہیں) ان کو کافر کہنے سے وہ لوگ خود کافر ہوگئے، بموجب حدیث شریف صحیح۔

اعلام بقواطع الاسلام میں ہے:

قَدْ رَوٰی مُسْلِمٌ:۔ اِذَا کَفَّرَ الرَّجُلُ اَخَاہُ فَقَدْ بَاءَ بِھَا اَحَدُھُمَا ـــــ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّہٗ: اَیُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِاَخِیْہِ یَا کَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِھَا اَحَدُھُمَا، اِنْ کَانَ کَمَا قَالَ وَاِلَّا رَجَعَتْ عَلَیْہِ ـــــ وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْکُفْرِ اَوْ قَالَ عَدُوُّ اللّٰہِ وَلَیْسَ کَذٰلِکَ اِلَّا حَارَ عَلَیْہِ ـــــ

وَمَعْنٰی "کَفَّرَ الرَّجُلُ اَخَاہُ" نِسْبَتُہٗ اِیَّاہُ اِلَی الْکُفْرِ بِصِیْغَۃِ الْخَبَرِ، نَحْوُ اَنْتَ کَافِرٌ۔ اَوْ بِصِیْغَۃِ النِّدَاءِ، نَحْوُ یَا کَافِرُ ـــ اَوْ بِاِعْتِقَادِ ذٰلِکَ فِیْہِ،

---

[۱] جیساکہ اس کا بیان آرہا ہے ۱۲ [۲] تو ٹھیک ورنہ ۱۲

کَاعْتِقَادِ الْخَوَارِجِ تَکْفِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِالذُّنُوْبِ ؎

ترجمہ:۔ امام مسلم نے روایت کیا ہے کہ جب آدمی اپنے بھائی کو کافر کہے تو ضرور ان دونوں میں ایک اس کلمے کے ساتھ لوٹے گا یعنی دونوں میں سے ایک کافر ہوگا ـــــ مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ جو شخص اپنے بھائی کو "اے کافر" کہے تو ان دونوں میں سے ایک ضرور اس بات کے ساتھ پلٹے گا۔ اگر وہ ایسا ہی تھا جیساکہ اسے کہا تو ٹھیک، ورنہ وہ کلمہ خود کہنے والے پر لوٹ آئے گا۔ اور جو شخص کسی کو کافر یا دشمنِ خدا کہہ کر پکارے تو یہ بات کسی ایک پر پلٹے گی ـــــ اور اپنے بھائی کو کافر کہنے کا حدیث میں جو ذکر ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ اس کو کفر کی طرف منسوب کرے (۱) صیغۂ خبر کے ساتھ جیسے یوں کہے کہ "تو کافر ہے" (۲) یا صیغۂ ندا کے ساتھ جیسے یوں کہے کہ "اے کافر" (۳) یا اس کے کافر ہونے کا اعتقاد رکھے جیسے خارجی لوگ گنہگار مؤمنین کی تکفیر کا عقیدہ رکھتے ہیں ۱۲ رضوی

نیز اعلام میں ہے :۔

وَمَنْ کَفَّرَ مُسْلِمًا فَقَدْ کَفَرَ۔ لِاَنَّ حُرْمَتَهٗ ذٰلِكَ مَعْلُوْمَةٌ مِّنَ الدِّیْنِ بِالضَّرُوْرَةِ، لِاَنَّ اَحَدًا لَا یَجْهَلُ تَحْرِیْمَ اِیْذَاءِ الْمُسْلِمِ، سِیَّمَا بِهٰذَا اللَّفْظِ الْقَبِیْحِ۔ فَاِنْ قَصَدَ مَعَ ذٰلِكَ اَنَّ دِیْنَهُ الَّذِیْ هُوَ مُتَلَبِّسٌ بِهٖ۔ وَهُوَ الْاِسْلَامُ۔ کُفْرٌ فَلَا نِزَاعَ

؎ ملخصاص ۵ مطبوعہ ترکی

بِغَیْرِ تَاوِیْلٍ فِیْ اٰیَۃٍ یَکْفُرُ بِذٰلِکَ۔ انتھی ۔ [1]

ترجمہ :- اور جو شخص کسی مسلمان" کو کافر کہے تو اُس نے کفر کیا۔ اس لیے کہ تکفیرِ مسلم کا حرام ہونا ضروریاتِ دین سے ہے کیونکہ ہر شخص جانتا ہے کہ ایذائے مسلم حرام ہے خصوصاً اس بڑے لفظ کے ذریعہ اذیت پہنچانے کی حرمت سے کوئی بے خبر نہیں۔ تو اگر مسلمان کو کافر کہنے سے اس کا مقصد یہ ہے کہ اس کا دین۔ یعنی دین اسلام ۔ کفر ہے تو اِس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ ایسا شخص (جو اسلام کو کفر جان کر مسلم کو کافر کہے) یقیناً کافر ہے۔ ۱۲ رضوی

اور ردالمحتار شامی میں ہے :-

لَا خِلَافَ فِیْ کُفْرِ الْمُخَالِفِ فِیْ ضَرُوْرِیَّاتِ الْاِسْلَامِ [2]

ترجمہ :- ضروریاتِ اسلام میں سے کسی چیز کا انکار کرنے والا بالاجماع کافر ہے ۔ ۱۲ رضوی

ان دونوں روایتوں سے واضح ہے کہ مسلمان کو کافر کہنا اس کی حرمت، اور اس سے ایذائے مسلمان، ضروریاتِ دین سے ہے جس کو ہر ادنیٰ اور اعلیٰ جانتا ہے ـــــ پس کافر کہنے والوں کے کافر ہونے میں شبہہ نہ رہا۔

تطبیقِ الحکم :- ان پر یہ ہے کہ یہ لوگ رافضی غالی تقیہ کرنے والے حضرتِ غوثِ پاک سے بغض، باطن میں رکھنے والے ـــــ بلکہ خارجی باغی اتباعِ عبدالوہاب شیخ نجدی سے ہیں، جس کے ناپاک عقائدِ باطلہ فاسدہ سے ایک عقیدہ یہ تھا کہ :- ان کے سوا دنیا میں کوئی مسلمان نہیں

[1] مختصراً ص ۳ اور ۵ مطبوعہ ترکی [2] شامی جلد اول ص ۳۹۳

-اور اِس بنا پر اِستحلالِ دِماء واموالِ اہلِ اسلام[1] اُن کا پیشہ تھا۔ جیسا رَدُّ المُحتار شامی میں ہے۔

دُرِّ مختار میں ہے:-

وَخَوَارِجُ - وَهُمْ قَوْمٌ لَهُمْ مَنَعَةٌ خَرَجُوْا عَلَيْهِ بِتَاوِيْلٍ يَرَوْنَ اَنَّهٗ عَلٰى بَاطِلٍ، كُفْرٍ اَوْ مَعْصِيَةٍ تُوْجِبُ قِتَالَهٗ - بِتَاوِيْلِهِمْ يَسْتَحِلُّوْنَ دِمَاءَنَا وَاَمْوَالَنَا، وَيُكَفِّرُوْنَ اَصْحَابَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـــ وَحُكْمُهُمْ حُكْمُ الْبُغَاةِ بِاِجْمَاعِ الْفُقَهَاءِ، كَمَا حَقَّقَهٗ فِي الْفَتْحِ[2]

ترجمہ:- اور خوارج:- یہ وہ ہیں جن کو شوکت حاصل تھی، حضرتِ علی کے خلاف خروج اور بغاوت کی۔ اِس تاویل سے کہ وہ ناحق پر ہیں۔ کفر پر یا ایسی معصیت پر جس کے سبب ان سے قتال ضروری ہے ـــ اسی تاویل سے وہ ہمارے خون اور مال حلال سمجھتے ہیں اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو کافر کہتے ہیں ـــ باجماعِ فقہا اُن کا حکم وہی ہے جو باغیوں کا ہے، جیسا کہ امام ابن الہمام نے فتح القدیر میں اِس کی تحقیق کی ہے۔ ۱۲ رضوی

علامہ شامی رَدُّالمحتار میں لکھتے ہیں:-

---

[1] اہلِ اسلام کے خون (یعنی جان) اور مال کو حلال ٹھہرانا ۱۲ رضوی

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار ج۳ ص ۳۳۹۔ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ پاکستان

(قولہ یکفرون اصحاب نبینا صلی اللہ علیہ وسلم) علمت ان ھذا غیر شرط فی مسمی الخوارج، بل ھو بیان لمن خرجوا علی سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، والا فیکفی فیھم اعتقادھم کفر من خرجوا علیہ ——کما وقع فی زماننا فی اتباع ابن عبد الوھاب الذین خرجوا من نجد، وتغلبوا علی الحرمین، وکانوا ینتحلون مذھب الحنابلۃ، لکنھم اعتقدوا انھم ھم المسلمون، وان من خالف اعتقادھم مشرکون، واستباحوا بذلک قتل اھل السنۃ وقتل علماءھم، حتی کسر اللہ تعالیٰ شوکتھم، وخرب بلادھم، وظفر بھم عساکر المسلمین عام ثلاث وثلاثین ومائتین والف۔ انتھی [1]

ترجمہ:- صاحب درِ مختار کا قول (وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو کافر کہتے ہیں) تمہیں معلوم ہو چکا کہ یہ بات خارجی ہونے کے لیے شرط نہیں ہے۔ بلکہ یہ اُن لوگوں کا بیان ہے جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف خروج کیا تھا ورنہ خارجی ہونے کے لیے اتنا کافی ہے کہ اُن مسلمانوں کے کافر ہونے کا معتقد ہو جن کے خلاف خروج و بغاوت کی۔ جیسا کہ ہمارے زمانے میں ابن عبدالوہاب کے ماننے والوں کا حال ہے جو نجد سے

---

[1] ردالمحتار علی الدر المختار - ج ۳ ص ۳۳۹ - اشاعت مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ پاکستان

نکلے اور حرمین پر زبردستی قبضہ کیا۔ یہ لوگ اپنے کو حنبلی کہلاتے تھے لیکن ان کا عقیدہ یہ تھا کہ صرف وہی مسلمان ہیں اور جو مسلمان وہابی عقیدے کے نہیں وہ کافر و مشرک ہیں

یہی وجہ ہے کہ انھوں نے مسلمانوں اور علمائے اسلام کے قتل کو جائز قرار دیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑی، ان کے شہروں کو ویران کیا، ان پر مسلمان فوجوں کو ۱۲۳۳ھ مطابق ۱۸۱۷ء) میں فتح و ظفر بخشی۔ ۱۲ رضوی

چوتھا حکم:- شرع شریف کا ان پر یہ ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے حلال کو حرام، اور حرام کو حلال سمجھنے والے ہیں ــــ کہ معاذ اللہ ذبیحہ گیارھویں شریف کو سور کا گوشت جانتے ہیں۔ جو طَیِّبَاتِ[1] رزق سے ہے کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ:-

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰہِ الَّتِیْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِہٖ وَ الطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ[2]

ترجمہ:- تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لیے نکالی، اور پاک رزق (کنز الایمان)

اور جب یہ لوگ ذبیحہ گیارھویں شریف کو سور کا گوشت اور مردار سمجھنے والے ہیں تو اس وجہ سے بھی یہ سب کے سب کافر ہیں، موافق عقائد اہل سنت و جماعت کہ:- اِسْتِحْلَالُ الْحَرَامِ وَ تَحْرِیْمُ الْحَلَالِ کُفْرٌ[3] جیسا کہ

---

[1] پاک و پاکیزہ رزقوں میں سے ہے ۱۲ رضوی

[2] پ سورہ اعراف رکوع ۳۔ آیت ۳

[3] حرام کو حلال اور حلال کو حرام ٹھہرانا کفر ہے ۱۲ رضوی

درمختار و ردّ المحتار جلد ثالث ص۱۵۱ وغیرہ میں ہے۔

اِنَّمَا یَکْفُرُ اِذَا اعْتَقَدَ الْحَرَامَ حَلَالًا ـ یَعْنِیْ بِالْعَکْسِ

ترجمہ:- اس وقت حکم کفر کیا جائے گا جب حرام کے حلال ہونے اور حلال کے حرام ہونے کا عقیدہ رکھے۔ ۱۲ رضوی

اور عقائد نسفی میں ہے:-

اِسْتِحْلَالُ الْمَعْصِیَۃِ کُفْرٌ، صَغِیْرَۃً کَانَتْ اَوْکَبِیْرَۃً، اِذَا ثَبَتَ کَوْنُھَا مَعْصِیَۃً بِدَلِیْلٍ قَطْعِیٍّ [1]

ترجمہ:- معصیت اور گناہ کو حلال سمجھنا کفر ہے خواہ صغیرہ ہو یا کبیرہ۔ جب کہ اس کا گناہ و معصیت ہونا کسی دلیلِ قطعی سے ثابت ہو ۱۲ رضوی

اور دلیلِ قطعی حلتِ ذبیحہ گیارھویں شریف کی، قُلْ مَنْ ۔ الخ۔ وغیرہ [2]

پانچواں حکم:- ان پر یہ ہے کہ یہ لوگ مُفسد، اور فتنہ و رخنہ اندازِ دین، اور ظالم اور بدعتی اور مُستخف [3] ہیں دین و شریعت کے وَالْاِسْتِخْفَافُ بِالدِّیْنِ کُفْرٌ، وَکَذَا مَا یَدُلُّ عَلَی الْاِسْتِخْفَافِ [4] اور مرتکب و مُصِر بہت سے کبائر کے ہیں۔ جو منجر بکفر [5] ہیں ـــــ اور اللہ تعالیٰ

---

[1] شرح عقائد نسفی ص ۸۷ اشاعت مکتبہ رشیدیہ دہلی

[2] جب کسی چیز کا حلال ہونا دلیلِ قطعی سے ثابت ہوا اور اس کو کوئی حرام کہے تو وہ کافر ہوگا۔ اب یہ فرماتے ہیں کہ گیارھویں شریف کے ذبیحہ کا حلال ہونا اوپر ذکر کی ہوئی آیت قُلْ مَنْ حَرَّمَ ۔ الخ۔ اور دوسری قطعی دلیلوں سے ثابت ہے لہذا ایسے حلالِ قطعی کو مُردار و حرام ماننے والے کافر ہوئے ۱۲ رضوی [3] ہلکا سمجھنے والا۔

[4] دین کو ہلکا سمجھنا کفر ہے اور اسی طرح وہ بات جو استخفاف پر دلالت کرے (کفر ہے) ۱۲ رضوی

[5] کفر تک لے جانے والا یعنی یہ لوگ بہت سے ایسے کبیرہ گناہوں کے مرتکب اور اصرار رکھنے والے ہیں جو انسان کو کفر کی طرف پہنچانے والے ہیں ۱۲ رضوی

کے حکم:- لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ[1] کے مخالف، اور مُعانِدِ حق کے ہیں ــــ
لہٰذا اِن سے تمام اہلِ اسلام کو اِجتناب اور اِحتراز واجب اور لازم ہے ــــ اور
ان سے ملاقات، بات، ان کے ساتھ نشست و برخاست، سب حرام ہے، بحکم
نصِ قاطع:- فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ[2]
هُمُ الْكَفَرَةُ وَالْفَسَقَةُ وَالْمُبْتَدِعَةُ وَالظَّلَمَةُ ــــ كما
فی التفسیر الاحمدی وغیرہ۔[3]

ایک حکم اس بنے ہوئے پیرِ عربی، اور اُس کے مُریدین کا یہ ہے کہ:-

چھٹا حکم:- یہ سب کے سب ملعون ہیں دُنیا اور آخرت میں ــــ کیوں کہ
مُوذی ہیں اللہ جَلَّ شَانُہٗ اور اُس کے رَسولِ اکرم عَمَّ نوالہ صلی اللہ
تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے۔

اِس لیے کہ جس نے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے عرس کو حرام
جانا، اور عرس اور گیارھویں کرنے والوں کو کافر کہا اور قابلِ قتل سمجھا، اور
ان کے عرس میں گائے وغیرہ کے ذبیحہ کو سور کا گوشت اعتقاد کیا اس نے حضرت
غوث الثقلین رضی اللہ تعالٰی عنہ کی بے حرمتی اور بے توقیری کی: تو بے شک
تمام امت کو گمراہ جانا ــــ وَمَنْ ضَلَّلَ هٰذِهِ الْاُمَّةَ فَقَدْ كَفَرَ بِالْاِجْمَاعِ[4]

---

[1] زمین میں فساد نہ پھیلاؤ۔ کنزالایمان پ۸ سورہ اعراف۔ آیت ۸۵

[2] تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔

[3] یعنی اوپر والی آیتِ کریمہ میں جن ظالموں کے پاس بیٹھنے سے ممانعت وارد ہے اُن سے
مُراد کفّار۔ فُسّاق۔ بدمذہب۔ اور ستم گر ہیں۔ جیسا کہ تفسیر احمدی وغیرہ میں ہے۔ ۱۲ رضوی

[4] اور جو شخص اس امت کو گمراہ کہے وہ بالاجماع کافر ہے ۱۲ رضوی

—— کیوں کہ عجم و عرب اور شرق و غرب میں سب مسلمان اس کے قائل ہیں۔
عوام اور خواص، مشائخ اور اولیاء اللہ۔

اور جس نے تمام امت کو گمراہ جانا اور قابلِ قتل سمجھا اُس نے بے شک ایذا دی حضرت غوثِ اعظم اور رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو۔

وَمَنْ اٰذٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ —— وَمَنْ اٰذٰی وَلِیًّا لِلّٰہِ فَقَدْ اٰذَانِیْ، وَمَنْ اٰذَانِیْ، فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ۔

ترجمہ :- اور جس نے میرے ولی کو ایذا دی اُس سے میرا اعلانِ جنگ ہے —— اور جس نے اللہ کے کسی ولی کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی، اور جس نے مجھے ایذا دی تو اُس نے اللہ کو ایذا دی ۱۲ رضوی

یہ فرمان حضرت ختمِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے —— اور جو کوئی موذی خدا جل شانہٗ اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے وہ ملعون ہے دونوں جہان میں۔ حضرتِ حق سُبْحٰنَہٗ فرماتا ہے :-

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ [۵]

ترجمہ :- بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اُس کے رسول کو، اُن پر اللہ کی لعنت ہے، دُنیا اور آخرت میں۔ (کنزالایمان)

ساتواں و آٹھواں حکم :- یہ منکر ہیں حکمِ اجماعی اور متواتر کے —— اور شریعت نمبر ۱۳ کا، اُن پر یہ ہے کہ:۔ ردمطلق ۱۲

[۵] پ ۲۲ - احزاب - آیت ۵۷

مُضلّل ہیں اُمّت کے۔
گمراہ کرنے والے ۱۲

اس واسطے کہ بزرگانِ دین کا عرس —— جو عبارت ہے ایصالِ ثواب، قرأتِ قرآن شریف، اور اِہدائے ہدیۂ دُعا، اور انواعِ خیرات و صدقات و طعام و شیرینی وغیرہ سے —— اُس کی خیریت اور جواز و استحباب مُجْمَعٌ عَلَیْہ ہے اس خیر الامۃ کے بہترین اشخاص —— یعنی تمام اولیاء، ائمہ اور علمائے ظاہر و باطن —— کا، شرقاً و غرباً، جنوباً و شمالاً، علماً و عملاً [1]

وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:
وَمَا رَاٰہُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ حَسَنٌ [2]

(اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: جس چیز کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے ۱۲ رضوی)

اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت اور کرامت مُتَّفَق عَلَیْہ ہے —— کما نصّ علیہ قطبِ زمانہ و غوثِ اوانہ العلامۃ الیافعی فی تاریخہ و ابنُ خَلِّکان، والمحقق ابن حجر، والملا علی قاری والشیخ عبد الحق المحدث الدہلوی فی اخبار الاخیار، وغیرہم فی تصانیفہم۔

---

[1] ان سطروں میں حضرت مصنف علیہ الرحمہ نے دو باتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ ایک یہ کہ عرس کیا ہے؟ عرس، ایصالِ ثواب، قرآن کریم کی تلاوت، بزرگ کی رُوح کو ہدیۂ دُعا بھیجنے اور طعام و شیرینی وغیرہ خیرات و صدقات کا مجموعہ ہے —— دوسری بات یہ کہ اس عرس کے جائز، کارِ خیر اور مستحب ہونے پر مشرق و مغرب، جنوب و شمال کے تمام اولیاء و ائمہ اور علمائے ظاہر و باطن کا علمی و عملی اجماع ہے ۱۲ رضوی

[2] (الف) مرقات باب الاعتصام ص - (ب) درِ مختار ج ۲ ص ۲۰۵ اشاعت المطبعۃ المیمنیہ مصر

اور جو منکر ہے حکمِ اجماعی کا، وہ کافر ہے بالاجماع ـــــ پس یہ لوگ بالاتفاق کافر ٹھہرے۔

وَمَنْ أَنْكَرَ مَا أُجْمِعَ عَلَيْهِ فَهُوَ كَافِرٌ بِالْإِجْمَاعِ كَمَا فِي رَدِّ الْمُحْتَارِ لِلْعَلَّامَةِ الشَّامِي وَ(الشفاء) لِلْقَاضِي عياض وغيرهما [1]

وقَالَ الْقَاضِي فِي الشِّفَاءِ: مَنْ ضَلَّلَ هٰذِهِ الْأُمَّةَ فَهُوَ كَافِرٌ بِالْإِجْمَاعِ [2]

وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لَا يَجْتَمِعُ أُمَّتِي عَلَى الضَّلَالَةِ ـ وَفِي رِوَايَةٍ. لَا يَجْمَعُ اللّٰهُ أُمَّتِي عَلَى الضَّلَالَةِ [3]

اور جب تضلیلِ اُمت کی، کفر بالاجماع ہوئی تو جس نے اس امت کو کافر کہا اُس کے کفر و ارتداد میں کوئی شک و شبہہ نہ رہا۔

دُرِّ مختار بابُ المرتد میں ہے:۔

هُوَ الرَّاجِعُ عَنْ دِيْنِ الْإِسْلَامِ وَرُكْنُهَا إِجْرَاءُ كَلِمَةِ الْكُفْرِ عَلَى اللِّسَانِ بَعْدَ الْإِيْمَانِ۔

---

[1] جو اجماعی کا انکار کرے وہ بالاجماع کافر ہے جیسا کہ علامہ شامی کی رد المحتار اور قاضی عیاض کی شفا، وغیرہ میں ہے۔ ۱۲ رضوی

[2] قاضی عیاض نے شفا شریف میں لکھا ہے کہ جو اس امت کی تضلیل کرے یعنی اسے گمراہی پر بتائے وہ بالاجماع کافر ہے ۱۲ رضوی

[3] رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ میری امت کو گمراہی پر مجتمع نہ فرمائے گا ۱۲ رضوی

ترجمہ :- مرتد وہ ہے جو دینِ اسلام سے پھر جائے ۔ اور ارتداد کا رُکن کلمۂ کفر کا زبان پر جاری کرنا ہے ایمان کے بعد ــــ ۱۲ رضوی

صاحبِ ردّ المحتار اس پر لکھتے ہیں :-

قولہ وَرُكْنُهَا إِجْرَاءُ كَلِمَةِ الْكُفْرِ عَلَى اللِّسَانِ ــــ هٰذَا بِالنِّسْبَةِ إِلَى الظَّاهِرِ الَّذِيْ يَحْكُمُ بِهِ الْحَاكِمُ ، وَإِلَّا فَقَدْ تَكُوْنُ بِدُوْنِهِ ، كَمَا لَوْ عَرَضَ لَهُ اعْتِقَادٌ بَاطِلٌ ، أَوْ نَوٰى أَنْ يَكْفُرَ بَعْدَ حِيْنٍ [۱]

ترجمہ :- صاحبِ درِّ مختار کا قول ارتداد کا رکن کلمۂ کفر کا زبان پر جاری کرنا ہے (یہ اُس ظاہر کے لحاظ سے انھوں نے فرمایا ہے جس پر ..... حاکم فیصلہ کرتا ہے ورنہ بعض صورتوں میں زبان پر کلمۂ کفر لائے بغیر بھی ارتداد ہو جاتا ہے ۔ مثلاً کوئی اپنے دل میں کفر و باطل کا معتقد ہو ــــ یا دل میں یہ ارادہ کرے کہ کچھ زمانہ بعد کفر اختیار کرلے گا (تو وہ بھی کافر ہو جاتا ہے ۔ مگر اس پر کسی کو آگاہی نہ ہو سکے گی اور اس کے ارتداد پر حکم نہ لگایا جا سکے گا ۔ لہٰذا ظاہر کے لحاظ سے تو اُسی وقت مُرتد قرار دیا جا سکے گا جب کسی دلیلِ ظاہر سے اس کا عقیدۂ باطل معلوم ہو جائے مثلاً اس کی زبان سے کفری کلام صادر ہونا ثابت ہو جائے ۔) ۱۲ رضوی

نیز اُسی میں ہے :-

---

[۱] ردّ المحتار علی الدر المختار ج ۳ ۔ ص ۳۰۹ و ۳۱۰ ۔ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ پاکستان

اِذَا اَطْلَقَ الرَّجُلُ کَلِمَةَ الْکُفْرِ عَمْدًا لٰکِنَّهٗ لَمْ یَعْتَقِدِ الْکُفْرَ - قَالَ بَعْضُ اَصْحَابِنَا - لَا یَکْفُرُ لِاَنَّ الْکُفْرَ یَتَعَلَّقُ بِالضَّمِیْرِ وَلَمْ یَعْقِدِ الضَّمِیْرَ عَلَی الْکُفْرِ ـــ وَقَالَ بَعْضُهُمْ یَکْفُرُ وَهُوَ الصَّحِیْحُ عِنْدِیْ، لِاَنَّهٗ اسْتَخَفَّ بِدِیْنِهٖ -

ثُمَّ قَالَ فِی الْبَحْرِ :- وَالْحَاصِلُ اَنَّ مَنْ تَکَلَّمَ بِکَلِمَةِ الْکُفْرِ هَازِلًا اَوْ لَاعِبًا کَفَرَ عِنْدَ الْکُلِّ، وَلَا اعْتِبَارَ بِاعْتِقَادِهٖ، کَمَا صَرَّحَ بِهٖ فِی الْخَانِیَّةِ، وَمَنْ تَکَلَّمَ بِهَا مُخْطِئًا اَوْ مُکْرَهًا لَا یَکْفُرُ عِنْدَ الْکُلِّ۔ وَمَنْ تَکَلَّمَ بِهَا عَامِدًا عَالِمًا کَفَرَ عِنْدَ الْکُلِّ۔ انتھی۔ [1]

ترجمہ :- جب آدمی قصداً کلمۂ کفر بولے لیکن کفر کا اعتقاد نہ رکھے تو ہمارے بعض اصحاب نے کہا کہ وہ کافر نہ ہوگا کیوں کہ کفر کا تعلق دل سے ہے اور اس نے دل میں کفری عقیدہ نہ رکھا ــــــ اور بعض اصحاب نے فرمایا :- کافر ہو جائے گا اور وہی صحیح ہے میرے نزدیک کیوں کہ اس نے اپنے دین کو ہلکا سمجھا۔

پھر بحر الرائق میں فرمایا :- (۱) حاصل یہ کہ جو مذاق یا کھیل کے طور پر کلمۂ کفر بولے وہ سب کے نزدیک کافر ہو جائے گا اور اس کے اعتقاد کا اعتبار نہیں جیسا کہ فتاویٰ خانیہ میں اس کی صراحت کی ہے (۲) اور جو خطایا اکراہ و جبر کی حالت میں کلمۂ کفر بولے وہ کسی کے نزدیک کافر نہ ہوگا۔ (۳) اور جو جان بوجھ کر قصداً کلمۂ کفر بولے وہ سب کے نزدیک کافر ہو جائے گا۔ ۱۲ رضوی

---

[1] رد المحتار علی الدر المختار ج ۳۔ ص ۳۱۲۔ اشاعت مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ پاکستان

نواں حکم:- اُس پیر اور اُس کے مُریدین ہم عقیدوں کا یہ ہے کہ:- جب اُن کا کفر بالاتفاق عند الکل ثابت ہو چکا تو ان کی سب نیکیاں برباد، اور جملہ حسنات اکارت، اور تمام نیک کام اور اعمالِ صالحہ اور ساری طاعات اور عبادات اُن کی نیست و نابود اور مردود و غیر مقبول عند اللہ تعالیٰ ہیں —— اور ان کا نکاح بھی باطل، اور ان کی بی بیاں ان کے نکاح سے خارج ہو گئیں —— بے توبہ ان سے اختلاط زنا اور بچے سب حرامی ہوں گے —— اور توبہ اُن پر واجب ہے علانیہ طور سے، بہ اشتہار، بھری مجلس میں —— وَ اِلّا خسرانِ دُنیا و آخرت متعین — خَسِرَ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ[1]

لِقَوْلِهٖ سُبْحٰنَهٗ :- وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ٥[2]

ترجمہ:- اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:- اور جو مسلمان کافر ہو اُس کا کیا دھرا سب اکارت گیا اور وہ آخرت میں زیاں کار ہے۔ (کنز الایمان)

وَ لِقَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ :- تَوْبَةُ الْمَعْصِيَةِ السِّرُّ بِالسِّرِّ، وَ الْعَلَانِيَةُ بِالْعَلَانِيَةِ

ترجمہ:- اور اس لیے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم کا فرمان ہے:- گناہ کی توبہ خفیہ کی خفیہ اور علانیہ کی علانیہ ہوگی ۱۲ رضوی

دُرِّ مختار وغیرہ میں ہے:-

مَا يَكُوْنُ كُفْرًا اِتِّفَاقًا يُبْطِلُ الْعَمَلَ وَ النِّكَاحَ، وَ

---

[1] دُنیا اور آخرت دونوں کا گھاٹا، یہی صریح نقصان۔ کنز الایمان پ۱۷۔ ج۔ ت ۱۱۔

[2] پ۶۔ مائدہ۔ ت ۵۔

مَافِیْہِ خِلَافٌ یُؤْمَرُ بِالْاِسْتِغْفَارِ وَالتَّوْبَۃِ وَتَجْدِیْدِ النِّکَاحِ۔ اِنْتَھٰی [1]

ترجمہ:۔ جو کفر متفقہ طور پر ہے اس سے عمل اور نکاح سب باطل ہو جائے گا۔ اور جس کے کفر ہونے میں اختلاف ہے اس سے توبہ و استغفار اور تجدیدِ نکاح کا حکم دیا جائے گا۔ ۱۲ رضوی

دسواں حکم:۔ ان پر شریعتِ مطہرہ کا۔ اگر اسلام کی بادشاہی اور مسلمان بادشاہوں تو ۔۔۔ ان سب کو قتل کر دینا ہے۔ بوجہ اہلِ اہوا ہونے سے۔ اور اُن کی بدعتِ مُکفِرہ [2]، اور فتنہ و فسادِ دینی کے۔

رَدُّ المُحتار شامی حاشیۂ دُرِّ مختار میں ہے:۔

اَھْلُ الْاَھْوَاءِ اِذَا ظَھَرَتْ بِدْعَتُھُمْ بِحَیْثُ تُوْجِبُ الْکُفْرَ فَاِنَّہٗ یُبَاحُ قَتْلُھُمْ جَمِیْعًا، اِذَا لَمْ یَرْجِعُوْا وَلَمْ یَتُوْبُوْا ۔۔۔ وَاِذَا تَابُوْا وَاَسْلَمُوْا تُقْبَلُ تَوْبَتُھُمْ جَمِیْعًا، اِلَّا الْاِبَاحِیَۃَ وَالْغَالِیَۃَ وَالشِّیْعَۃَ مِنَ الرَّوَافِضِ، لَا تُقْبَلُ تَوْبَتُھُمْ بِحَالٍ مِّنَ الْاَحْوَالِ، وَیُقْتَلُ بَعْدَ التَّوْبَۃِ وَقَبْلَھَا ۔۔۔ فَاَمَّا فِیْ بِدْعَۃٍ لَّا تُوْجِبُ الْکُفْرَ فَاِنَّہٗ یَجِبُ التَّعْزِیْرُ بِاَیِّ وَجْہٍ یُّمْکِنُ

---

[1] دُرِّ مختار علی ہامش رَدُّ المحتار ج ۳۔ ص ۳۲۸۔ مکتبۂ ماجدیہ کوئٹہ۔ پاکستان

[2] بدعت و بدمذہبی ایک تو وہ ہے جس سے آدمی گمراہی یا فسقِ اعتقادی کی حد میں رہے اور کافر نہ ہو اور ایک وہ ہے جو ان دونوں سے آگے بڑھ کر کفر میں داخل ہو جائے اور آدمی کو کافر بنا دے۔ بدعتِ مُکفِرہ اسی آخر الذکر بدمذہبی کا نام ہے ۱۲ رضوی

أن يمنع عن ذلك ۔ فإن لم يمكن بلا حبس وضرب يجوز حبسه وضربه ۔ وكذا لو لم يمكن المنع بلا سيف إن كان رئيسهم ومقتداهم جاز قتله سياسة وامتناعا ۔

والمبتدع لو له دلالة ودعوة للناس إلى بدعته ويتوهم منه أن ينشر البدعة، وإن لم يحكم بكفره جاز للسلطان قتله سياسة وزجرا، لأن فساده أعلى وأعم، حيث يؤثر في الدين ——
والبدعة لو كانت كفرا يباح قتل أصحابها عاما، ولو لم تكن كفرا يقتل معلمهم ورئيسهم زجرا وامتناعا ۔ انتهى[1]

ترجمہ وتفہیم :- اس عبارت میں تین طرح کے احکام ہیں ۔
(۱) بدمذہب فرقوں کے (۲) بدمذہب شخص کے (۳) بدمذہبی کے
۔ اور تینوں جگہ یہ ملحوظ ہے کہ بدمذہبی حدِ کفر تک پہنچی ہوئی ہے یا اس سے کم تر ہے ۔ فرماتے ہیں :-

(۱) ۔ الف :- جب اہلِ اَہوا اور بدمذہبوں کی بدمذہبی ایسی ہو جو کفر کو لازم کرتی ہے تو ان سب کا قتل جائز ہے اگر وہ اپنی بدمذہبی سے باز نہ آئیں اور تائب نہ ہوں ۔
اور جب توبہ کریں اور اسلام لائیں تو ان کی توبہ قبول کی جائے گی ۔

---

[1] رد المحتار علی الدر المختار ج ۳ ص ۳۲۵ - ۳۲۶ - مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ پاکستان

ـــــ لیکن اِباحیہ، اور روافض میں سے غالیہ اور شیعہ ایسے فرقے ہیں کہ اِن کی توبہ کسی حال میں قبول نہ کی جائے گی [۱] اور بعدِ توبہ و قبلِ توبہ بہرحال قتل کیے جائیں گے۔

ب :- بد مذہبوں کی بد مذہبی ایسی ہو جو کفر لازم نہیں کرتی تو اُن کی تعزیر اور سزا ضروری ہے کوئی بھی تعزیر جس کے ذریعے ان کو بد مذہبی سے روکا جا سکے ـــــ اگر یہ قید اور زدوکوب کے بغیر ممکن نہ ہو تو قید کرنا اور زدوکوب بھی جائز ہے ـــــ اسی طرح اگر بغیر تلوار کے روکنا ممکن نہ ہو تو اگر بد مذہبوں کا سردار و پیشوا ہو تو سیاسۃً اور لوگوں کو بچانے کی خاطر اس کا قتل بھی جائز ہے۔

(۲) بد مذہب شخص اگر ایسا ہے جو اپنی بد مذہبی کا مبلغ اور رہنما ہے اور اس سے بد مذہبی پھیلنے کا اندیشہ ہے تو اگرچہ اُس کے کفر کا حکم نہ ہو (اور کافر ہو تو بدرجۂ اولیٰ) سُلطان کے لیے جائز ہے کہ سیاست اور زجر و منع کی خاطر اُسے قتل کر دے کیوں کہ اس کا فساد زیادہ اُونچا اور زیادہ عام ہے کیوں کہ دین میں اثر انداز ہے۔

(۳) بد مذہبی اگر کفر ہو تو ایسے بد مذہبوں کا قتلِ عام جائز ہے ـــــ اور اگر کفر نہ ہو تو صرف ان کے پیشوا اور سردار کو قتل کیا جائے گا تاکہ لوگوں کے لیے زجر اور باز رکھنے کا سامان ہو ۱۲ رضوی

---

[۱] کیوں کہ یہ صانعِ عالم کے قائل ہی نہیں کہ اس کی جناب میں توبہ کر سکیں ۱۲ شامی

اب بعد ان احکامِ عشرہ کے، جو اصل جوابِ استفتا کے متعلق تھے، میں واسطے دفعِ شبہاتِ منکرین کے، چند اَدِلّۂ جواز گیارھویں شریف ——— اور عرس بزرگانِ دین اور چند فوائد اس کے، حیزِ تحریر میں لاتا ہوں۔

اور جن صاحبوں کو تفصیلِ اَدِلّہ دیکھنے کا شوق ہو وہ میرے رسالے مانند:

عمدۃ الفائحہ فی اَدِلّۃِ جوازِ العرس والفاتحہ

جس میں آیات اور احادیثِ صحاح اور روایات سے ڈھائی سو (۲۵۰) دلیلیں مرقوم ہیں ——— اور پٹنہ عظیم آباد اور جونپور میں مکرّر چھپ کر شائع ہو چکا ہے ——— اور:

بُراہینِ لائحہ، ضمیمہ عمدۃ الفائحہ

وغیرہما کا مطالعہ کریں ——— وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ الْمُوَفِّق۔

گیارھویں اور عُرس

کے

.جواز و استحسان پر

دَلائل

جاننا چاہیے کہ گیارھویں شریف یعنی عرس، حضرت اعظم قطبِ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا، عبارت ہے ایصالِ ثواب اور ہدیۂ دعا بخش کرنے سے، بروحِ پاک حضرتِ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کھانے یا شیرینی پر فاتحہ اور آیاتِ قرآن شریف پڑھواکر، یا خود پڑھ کر اور مساکین و فقراء یا صالحین و طلبہ و علماء، وغیرہم کو کھلاکر یا تقسیم کر کے ـــــ جس طرح بارھویں شریف ربیع الاول کہ نام ہے اسی ایصال اور اہدا کا، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جنابِ پاک میں ـــــ [1]

اور ایصالِ ثواب اور ہدیہ کے خیر ہونے پر اجماع ہے محققینِ مذاہب ائمۂ اربعہ کا ـــــ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن۔

(۱) امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

اَلْاِجْمَاعُ عَلٰی اَنَّ الدُّعَاءَ یَنْفَعُ الْمَیِّتَ [2]

اس بات پر اجماع ہے کہ دعا سے میت کو فائدہ ہوتا ہے۔ ۱۲ رضوی

---

[1] آج کی زبان میں اس حصے کو یوں ادا کیا جاسکتا ہے:۔ گیارھویں شریف جو حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کھانے یا شیرینی پر فاتحہ اور آیاتِ قرآن شریف پڑھوا کر یا خود پڑھ کر۔ اور مسکینوں، فقیروں یا نیک لوگوں اور طلبہ و علماء وغیرہم کو کھلا کر یا تقسیم کر کے ان سب کا ثواب اور ہدیۂ دعا حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روحِ پاک کو پہنچایا جائے ـــ جیسے بارھویں شریف جو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ان چیزوں کا ثواب پہنچانے اور ہدیہ کرنے کا نام ہے۔ ادیبی

[2] شرح الصدور ص ۱۲۰ - اشاعت المطبعۃ المیمنیہ مصر۔

(۲) وَدَلِیْلُہٗ قَوْلُہٗ تَعَالٰی :۔

اور اس اجماع کی دلیل باری تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے ۔۱۲ رضوی

وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ [۱]

ترجمہ :۔ اور وہ جو اُن کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے، اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔ (کنز الایمان)

وَهٰكَذَا فِیْ فَتْحِ الْقَدِیْرِ اور ایسے ہی فتح القدیر میں ہے ۱۲ رضوی

(۳) ایضاً جناب سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِنَّ اَسْرَعَ الدُّعَاءِ اِجَابَةً دَعْوَةُ غَائِبٍ لِغَائِبٍ [۲]

بے شک تیز تر قبول ہونے والی دعا وہ ہے جو غائب کسی غائب کے لیے کرے ۱۲ رضوی

(۴) اور فرماتے ہیں :۔

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَیُدْخِلُ عَلٰی اَهْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَاءِ اَهْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ [۳]

بے شک اللہ تعالیٰ اہلِ زمین کی دعا قبر والوں کے پاس پہاڑوں جیسی بنا کر پہنچاتا ہے ۱۲ رضوی

---

[۱] پ ۲۸ ۔ حشر ۔ ت ۱۰ ۔ [۲] رواہ الترمذی، ابوداؤد مشکوٰۃ کتاب الدعوات ص ۱۹۵، اشاعت کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۔ [۳] (الف) مشکوٰۃ باب الاستغفار والتوبہ ص ۲۰۶ ۔ اشاعت کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۔ (ب) شرح الصدور ص ۱۲۱ ۔ اشاعت مصر

(۵) اور — إِنَّ هَدِيَّةَ الْأَحْيَاءِ إِلَى الْأَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ [۱]

مُردوں کی طرف زندوں کا ہدیہ اُن کے لیے دُعائے مغفرت کرنا ہے ۱۲ رضوی

(۶) وَقَالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:۔

إِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِي الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ أَنّٰى لِي هٰذِهٖ؟ فَيَقُوْلُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ [۲]

بے شک اللہ عزّ وجل جنّت میں بندۂ صالح کا درجہ بلند فرماتا ہے تو وہ عرض کرتا ہے اے میرے رب یہ درجہ مجھے کہاں سے ملا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تیری اولاد کے تیرے لیے استغفار کرنے سے۔ ۱۲ رضوی

رواہ ابو داؤد و احمد والبخاری فی جزء الادب عن ابی ھریرۃ۔ و اخرج ایضًا عن أبي سعيد الخدري رضی اللہ تعالیٰ عنہما —

وَلَفْظُ الْبَيْهَقِيِّ وَالطَّبْرَانِيِّ: بِدُعَاءِ وَلَدِكَ لَكَ۔

اور بیہقی وطبرانی میں "استغفار" کی جگہ "دعا" کا لفظ ہے ۱۲ رضوی

(۷) ایضًا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:۔

دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِأَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ

مسلمان کی اپنے دینی بھائی کے لیے غائبانہ دُعا قبول ہوتی ہے۔ ۱۲ رضوی

(۸) ایضًا — عِنْدَ رَأْسِهٖ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِأَخِيْهِ بِخَيْرٍ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ: آمِيْنَ۔ وَلَكَ بِمِثْلِهٖ۔ — رواہ مسلم [۳]

---

[۱] مشکوٰۃ باب الاستغفار والتوبہ ص ۲۰۶۔ اشاعت مکتبہ رشیدیہ دہلی۔

[۲] ایضًا ص ۲۰۶

[۳] مسلم شریف ج ۲ باب فضل الدعا للمسلمین بظہر الغیب ص ۳۵۲۔ مطبع کتب خانہ رشیدیہ دہلی

اس کے سر کے پاس ایک مقرر فرشتہ ہوتا ہے جب بھی وہ اپنے بھائی کے لیے دعائے خیر کرتا ہے مقرر فرشتہ کہتا ہے۔ آمین۔ اور تیرے لیے بھی اسی کے مثل حاصل ہو ۱۲ رضوی

(۹) ایضاً - اِذَا دَعَا الرَّجُلُ لِاَخِیْہِ فِیْ ظَھْرِ الْغَیْبِ قَالَ الْمَلَکُ: وَلَکَ مِثْلُ ذٰلِکَ

جب مرد اپنے بھائی کے لیے غائبانہ دعا کرتا ہے فرشتہ کہتا ہے اور تیرے لیے بھی اسی کے مثل حاصل ہو ۱۲ رضوی

(۱۰) ایضاً - مَنْ فُتِحَ لَہٗ مِنْکُمْ بَابُ الدُّعَاءِ فُتِحَتْ لَہٗ اَبْوَابُ الرَّحْمَۃِ - رواہ الترمذی [1]

تم میں سے جس کے لیے دعا کا دروازہ کھلا اس کے لیے رحمت کے دروازے کھلے ۱۲ رضوی

(۱۱) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَصَدَّقَ الرَّجُلُ بِنِیَّۃِ الْمَیِّتِ اَمَرَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ جِبْرَئِیْلَ علیہ السلام اَنْ یَّحْمِلَ اِلٰی قَبْرِہٖ وَمَعَہٗ اَلْفُ مَلَکٍ، فِیْ اَیْدِیْ کُلِّ مَلَکٍ طَبَقُ نُوْرٍ - فَیَحْمِلُوْنَ اِلٰی قَبْرِہٖ وَیَقُوْلُوْنَ: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَلِیَّ اللّٰہِ ھٰذِہٖ ھَدِیَّۃُ فلان بن فلان — رواہ البیہقی

ترجمہ :- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انھوں نے

---

[1] ترمذی شریف ج ۲ ابواب الدعوات ص ۱۹۳۔ اشاعت کتب خانہ رشیدیہ دہلی۔

نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے : جب
آدمی میت کی نیت سے صدقہ کرتا ہے اللہ عزوجل جبرئیل کو حکم دیتا
ہے کہ اس کی قبر تک لے جائیں اور ان کے ساتھ ہزار فرشتے ہوتے ہیں،
ہر فرشتے کے ہاتھوں میں نور کا ایک طبق ہوتا ہے تو سب فرشتے اس کی
قبر تک لے جاتے ہیں اور کہتے ہیں : السلام علیک یا ولی اللہ یہ فلاں
بن فلاں کا ہدیہ ہے ۔ اس حدیث کو امام بیہقی نے روایت کیا۔ ۱۲ رضوی

اور دعا اور خیرات اور صدقات کے ثواب سے نفع احیاء اور
اموات کو اور اُن کا پہنچانا، اور پہنچانے والوں کو ان سب کا اجر ملنا تمام کتبِ عقائد
اور فقہ میں مرقوم ہے ـــــ مانند عقائد نسفی اور شرح مواقف اور ہدایہ اور اس
کی شرح عینی اور در مختار اور اس کا حاشیہ ردالمحتار اور فتاویٰ عالمگیری اور
بحر رائق اور نہر الفائق اور فتاویٰ بزازیہ اور تاتارخانیہ وغیرہا میں ـــ

(۱۲) زیلعی شرح کنز میں ہے :۔

اَلْاَصْلُ فِیْ هٰذَا الْبَابِ اَنَّ الْاِنْسَانَ لَهٗ اَنْ یَّجْعَلَ
ثَوَابَ عَمَلِهٖ لِغَیْرِهٖ عِنْدَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ،
صَلٰوةً کَانَ اَوْ صَوْمًا اَوْ صَدَقَةً اَوْ قِرَاءَةَ الْقُرْاٰنِ
وَالْاَذْکَارِ اِلٰی غَیْرِ ذٰلِكَ مِنْ جَمِیْعِ اَنْوَاعِ الْبِرِّ ـــ وَ
یَصِلُ ذٰلِكَ اِلَی الْمَیِّتِ وَیَنْفَعُهٗ ـــــ وَقَالَتِ
الْمُعْتَزِلَةُ : لَیْسَ لَهٗ ذٰلِكَ، وَلَا یَصِلُ اِلَیْهِ وَلَا
یَنْفَعُهٗ ۔ وَقَالَ مَالِكٌ وَالشَّافِعِیُّ : یَجُوْزُ ذٰلِكَ فِی
الصَّدَقَةِ وَالْعِبَادَةِ الْمَالِیَّةِ ۔ لہ

ترجمہ:۔ اس باب میں اصل یہ ہے کہ اہلِ سنت جماعت کے نزدیک انسان کو اپنے عمل کا ثواب دوسرے کے لیے کر دینے کا حق ہے۔ وہ عمل نماز ہو یا روزہ یا صدقہ یا قرآن و اذکار کی قراءت وغیرہ تمام اقسام کی نیکیاں ـــــ اور یہ ثواب میت کو پہنچتا ہے اور اس کو اس سے فائدہ ہوتا ہے اور معتزلہ نے کہا:۔ انسان کو یہ حق نہیں ہے۔ اور یہ ثواب میت کو نہ پہنچتا ہے نہ اسے اس سے فائدہ ہوتا ہے ـــــ امام مالک اور امام شافعی نے فرمایا: صرف صدقہ اور مالی عبادت کا ثواب انسان دوسرے کو پہنچا سکتا ہے۔ ۱۲ رضوی

(۱۳) وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ نَتَصَدَّقُ عَنْ مَوْتَانَا وَنَحُجُّ عَنْهُمْ وَنَدْعُوا لَهُمْ فَهَلْ يَصِلُ ذٰلِكَ إِلَيْهِمْ؟ قَالَ: نَعَمْ إِنَّهُ لَيَصِلُ وَيَفْرَحُونَ بِهٖ كَمَا يَفْرَحُ أَحَدُكُمْ بِالطَّبَقِ إِذَا أُهْدِيَ إِلَيْهِ۔ [1]

ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا یا رسول اللہ ہم اپنے مردوں کی طرف سے صدقہ و حج کرتے ہیں اور ان کے لیے دعا کرتے ہیں تو کیا یہ ان کو پہنچتا ہے؟ سرکار نے فرمایا:

---

[1] رواہ ابو حفص العکبری مراقی الفلاح ص ۴۰۹

ہاں۔ بلاشبہ وہ پہنچتا ہے۔ اور وہ اس سے خوش ہوتے ہیں۔ جیسے تم میں کوئی طبق سے خوش ہوتا ہے جب اسے ہدیہ کیا جائے۔ ۱۲ رضوی

(۱۴) اور خود جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تمام اُمّت کی طرف سے قربانی فرما کر اس کا ثواب، اُن کو پہنچانا بخاری شریف وغیرہ میں مذکور ہے ــــ اگر اس میں نفع نہ ہوتا تو حضور کیوں پہنچاتے۔

(۱۵) شیخ مولانا عبدالحق محدّث دہلوی بارہویں ربیع الاوّل کی نسبت "مَا ثَبَتَ بِالسُّنَّۃِ" میں لکھتے ہیں:-

وَلَا یَزَالُ اَھْلُ الْاِسْلَامِ یَحْتَفِلُوْنَ بِشَھْرِ مَوْلِدِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَیَعْمَلُوْنَ الْوَلَائِمَ وَیَتَصَدَّقُوْنَ فِیْ لَیَالِیْہِ بِاَنْوَاعِ الصَّدَقَاتِ وَیُظْھِرُوْنَ السُّرُوْرَ وَیَزِیْدُوْنَ فِی الْمَبَرَّاتِ وَیَعْتَنُوْنَ بِقِرَاءَۃِ مَوْلِدِہِ الْکَرِیْمِ۔ وَیَظْھَرُ عَلَیْھِمْ مِنْ بَرَکَاتِہٖ کُلُّ فَضْلٍ عَمِیْمٍ ــــ وَمِمَّا جُرِّبَ مِنْ خَوَاصِّہٖ اَنَّہٗ اَمَانٌ فِیْ ذٰلِکَ الْعَامِ، وَبُشْرٰی عَاجِلٌ بِنَیْلِ الْبُغْیَۃِ وَالْمَرَامِ ــــ فَرَحِمَ اللّٰہُ امْرَءً اتَّخَذَ لَیَالِیَ شَھْرِ مَوْلِدِہِ الْمُبَارَکِ اَعْیَادًا، لِیَکُوْنَ اَشَدَّ عِلَّۃً عَلٰی مَنْ فِیْ قَلْبِہٖ مَرَضٌ وَّعِنَادٌ"۔ [۱]

ترجمہ:- اور برابر یہ معمول رہا ہے کہ اہلِ اسلام رسول اللہ صلی

---

[۱] (الف) ماثبت بالسنہ ص ۳۴۔ اشاعت مطبع محمدی لاہور۔ (ب) سیرت حلبی ص ۱۰۰ ج ۱

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کے مہینے میں محفلیں سجاتے، دعوتیں کرتے، اس کی راتوں میں قسم قسم کے صدقات عمل میں لاتے، خوشیاں مناتے، نیکیاں زیادہ کرتے، اور میلادِ مبارک پڑھنے کا اہتمام کرتے۔ جس کی برکتوں سے اُن پر ہر طرح کے فضلِ کامل کا ظہور رہتا —— اور اس کے مجرب خواص میں سے یہ ہے کہ وہ اُس سال کے لیے باعثِ امان ہے اور مطلوب و مقصود کے جلد حصول کی بشارت ہے —— تو اُس آدمی پر خدا کی رحمت ہو جو ماہِ میلادِ مبارک کی راتوں کو عید بنالے تاکہ اِس سے اُس کی بیماری اور سخت ہو جس کے دل میں مرض و عناد ہو ۱۲ رضوی

(۱۶) اور اسی کتاب میں گیارھویں شریف حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے باب میں تحریر فرماتے ہیں:-

وَقَدِ اشْتَهَرَ فِیْ دِیَارِنَا هٰذَا الْیَوْمُ الْحَادِیْ عَشَرَ وَهُوَ الْمُتَعَارَفُ عِنْدَ مَشَایِخِنَا مِنْ اَهْلِ الْهِنْدِ مِنْ اَوْلَادِهٖ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ —— كَذَا ذَكَرَهٗ شَیْخُنَا وَسَنَدُنَا السَّیِّدُ الْبَهِیُّ الرَّضِیُّ الْوَضِیُّ اَبُو الْمَحَاسِنِ سَیِّدِیْ الشَّیْخُ مُوْسٰی الْحَسَنِیُّ الْجِیْلَانِیُّ بْنُ الشَّیْخِ الْكَامِلِ الْعَارِفِ الْمُعَظَّمِ الْمُكَرَّمِ اَبِی الْفَتْحِ الشَّیْخِ الْحَامِدِ الْحَسَنِیِّ الْجِیْلَانِیِّ، نَقْلًا مِنْ اَوْرَادِ الْقَادِرِیَّةِ تَصْنِیْفِ الْمَخْدُوْمِ الْاَعْظَمِ الْاَكْرَمِ الْاَمْجَدِ الْاَفْخَمِ وَلِیِّ اللّٰهِ بِالْاِتِّفَاقِ، اَلَّذِیْ یُقَالُ لَهٗ: اَلْمَخْدُوْمُ الثَّانِیْ وَالشَّیْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ الثَّانِیْ — قَدَّسَ اللّٰهُ رُوْحَهٗ — مِمَّا نَقَلَ فِیْهِ

عَنْ اٰبَائِهِ الْكِرَامِ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ.

(۱۷) فَاِنْ قُلْتَ هَلْ لِهٰذَا الْعُرْفِ الَّذِيْ شَاعَ فِيْ دِيَارِنَا فِيْ حِفْظِ اَعْرَاسِ الْمَشَايِخِ فِيْ اَيَّامِ وَفَاتِهِمْ اَصْلٌ؟ فَاِنْ كَانَ عِنْدَكَ بِذٰلِكَ عِلْمٌ فَاذْكُرْهُ۔

قُلْتُ قَدْ سَاَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ شَيْخَنَا الْاِمَامَ عَبْدَ الْوَهَّابِ الْمُتَّقِيَ الْمَكِّيَّ فَاَجَابَ بِاَنَّ ذٰلِكَ مِنْ طَرِيْقِ الْمَشَايِخِ وَعَادَاتِهِمْ ـــــ وَلَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ نِيَّاتٌ.

قُلْتُ كَيْفَ تَعْيِيْنُ ذٰلِكَ الْيَوْمِ دُوْنَ سَائِرِ الْاَيَّامِ؟ فَقَالَ:۔ اَلضِّيَافَةُ مَسْنُوْنَةٌ عَلَى الْاِطْلَاقِ۔ فَاقْطَعُوا النَّظَرَ عَنْ تَعْيِيْنِ الْيَوْمِ ـ وَلَهُ نَظَائِرُ ـ كَمَا نَحْوَ بَعْضِ الْمَشَايِخِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ، وَكَالْاِكْتِحَالِ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَاِنَّهٗ سُنَّةٌ عَلَى الْاِطْلَاقِ۔

(۱۸) ثُمَّ قَالَ:۔ وَقَدْ ذَكَرَ بَعْضُ الْمُتَاَخِّرِيْنَ مِنْ مَشَايِخِ الْمَغْرِبِ، اَنَّ الْيَوْمَ الَّذِيْ وَصَلُوْا فِيْهِ اِلٰى جَنَابِ الْعِزَّةِ وَحَظَائِرِ الْقُدْسِ يُرْجٰى فِيْهِ مِنَ الْخَيْرِ وَالْكَرَامَةِ وَالْبَرَكَةِ وَالنُّوْرَانِيَّةِ اَكْثَرُ وَاَوْفَرُ مِنْ سَائِرِ الْاَيَّامِ۔

(۱۹) ثُمَّ اَطْرَقَ مَلِيًّا ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ لَمْ يَكُنْ فِيْ زَمَنِ السَّلَفِ شَيْءٌ مِّنْ ذٰلِكَ وَاِنَّمَا هُوَ مِنْ مُسْتَحْسَنَاتِ الْمُتَاَخِّرِيْنَ ۔ انتہیٰ ۔ [1]

---

[1] ما ثبت بالسنہ ص ۶۸۔ ۶۹، اشاعت مطبع محمدی لاہور

ترجمہ و تفہیم :- "مَا ثَبَتَ بِالسُّنَّة" حضرت شیخ
عبدالحق محدث دہلوی کی تصنیف ہے۔ حضرت شیخ ہندوستان کے تمام
اہلِ علم میں بلا اختلاف مستند اور معتبر تسلیم کیے جاتے ہیں۔ خود اُن کے
نزدیک گیارھویں شریف منانے کا معمول تھا۔ یہ بجائے خود اس بات
کی دلیل ہے کہ گیارھویں شریف جائز و مستحسن امر ہے ورنہ ایسے مُسلَّم
بزرگ اس کے عامل نہ ہوتے۔

پھر وہ اپنی کتاب مذکور میں یہ بتاتے ہیں کہ سیدنا غوثِ اعظم رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہمارے جو مشائخ ہند میں ہیں ان کے یہاں
بھی یہ معمول و متعارف ہے ـــ اور اسے شیخ ابوالفتح محمد حسنی جیلانی
کے فرزند شیخ ابوالمحاسن موسیٰ حسنی جیلانی نے "اورادِ قادریہ" نامی
کتاب سے نقل کرتے ہوئے بیان کیا ہے۔ اورادِ قادریہ اولادِ سیدنا
غوثِ اعظم سے ایک عظیم بزرگ کی تصنیف ہے جو بالاتفاق اللہ کے ولی
تھے اور انھیں مخدوم ثانی و شیخ عبدالقادر ثانی کہا جاتا ہے۔ اس
کتاب میں انھوں نے گیارھویں شریف کو نہ صرف یہ کہ اپنا اور اپنے
زمانے کا دستور بتایا ہے بلکہ اپنے قادری جیلانی آبائے کرام
رحمۃ اللہ علیہم سے اس کو منقول فرمایا ہے ـ

پھر شیخ محقق یہ لکھتے ہیں کہ مشائخ کے اعراس اور ان کے ایام
وصال کی پابندی کی اصل کیا ہے؟ اس سلسلے میں وہ اپنے شیخ امام عبدالوہاب
متقی مکی قدس سرہٗ کا جواب نقل فرماتے ہیں کہ یہ مشائخِ کرام کا طریقہ و دستور
چلا آرہا ہے، اور اس میں ان کے نیک مقاصد ہوتے ہیں ـــ رہا یہ کہ
خاص اسی دن کی تعیین کیوں؟ اس کے جواب میں فرمایا: کہ تعیینِ یوم سے

کوئی خلل نہیں آتا۔ عرس میں ایک قسم کی دعوت اور ضیافت ہوتی ہے۔ اور یہ ضیافت مطلقاً سنّت ہے۔ لہٰذا ایک دن خاص کرکے اہتمامِ ضیافت کرنا بھی اُس سُنّتِ مطلقہ کے دائرے سے خارج نہ ہوگا ــــــــ

فرماتے ہیں:۔ اِس کی اور بھی نظیریں ہیں۔ مثلاً مصافحہ کرنا۔ مطلقاً سنت ہے تو مشائخ کرام نے جو بعدِ نماز مصافحہ کا دستور جاری کیا وہ بھی اِسی سُنّت میں داخل ہوگا ــــ اسی طرح سُرمہ لگانا مطلقاً سنّت ہے تو خاص عاشوراء کے دن سُرمہ لگانے کا عمل بھی اسی مطلق سنیت میں خاال ہوگا۔

پھر ایامِ وصال کو عرس کے لیے خاص کرنے کی ایک وجہ دیارِ مغرب (اندلس) کے متاخرین اولیائے کرام سے نقل کرتے ہوئے یہ بتائی کہ اولیائے کرام کا بارگاہِ قدس میں جس دن وصال ہوتا ہے اُس دن دیگر ایام سے زیادہ خیر و برکت اور نورانیت کی توقع ہے۔

رہا یہ کہ متاخرین مشائخ نے یہ وجہ ذکر کی ہے تو فرماتے ہیں کہ یہ دستورِ عرس زمانۂ سلف میں تو تھا نہیں، متاخرین ہی نے اس کو پسند کیا، نیک سمجھا اور جاری کیا تو اس کا پورا طریقہ سلف سے منقول نہ ہوگا۔ ان سے صرف اس کی اصل مل سکتی ہے اور اصل ثابت ہونے کے بعد باقی باتوں میں متاخرین کا عمل خود ہی دلیل ہوگا۔ کیوں کہ ان کا قدم کبھی شریعت سے منحرف نہ ہوتا، اور وہ سنت کے سختی سے پابند تھے۔ تو ہرگز وہ کوئی ایسا عمل اختیار نہیں کرسکتے جو شریعت کے خلاف، سنّت سے مُزاحم یا لغو و بے کار ہو) ۱۲ رضوی

(۱) اَ اَقُوْلُ۔ اس روایت سے صاف صاف واضح و لائح ہوا کہ فاتحہ اور عرس

بزرگوں کا باعتبار اصل ضیافت اور ایصالِ ثواب کے، سُنّت ہے ——— اور تعینِ اور خصوصیت سے قطع نظر کرلینا چاہیے۔۔ اس لیے کہ یہ خصوصیت و تعینِ، رافعِ اصل سنت کی، نہیں۔ بلکہ اس کی موکّد اور مُثبت اور محقّق ہے ——— کہ مطلق کا وجودِ بدون خصوصیت کے، ممکن ہی نہیں ہے۔

اسی واسطے مشایخِ مُتاخرین۔ نے اُس کو مُستحسن جانا، اور ہمیشہ اپنا عمل اُس پر قائم و دائم رکھا کہ:۔ اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ اَدْوَمُھَا (اللہ کے نزدیک اعمال میں پسندیدہ تر وہی عمل ہے جو ہمیشہ ہو۔ ۱۲ رضوی) رَوَاہُ اَصْحَابُ الصِّحَاح۔ (اس حدیث کو کتبِ صحاح کے مصنفین نے روایت کیا ۱۲ رضوی)۔

(۲۰) جس طرح مصافحہ بعد نماز کے، اور سُرمہ لگانا عاشوراء کے دن۔ باعتبار اصل کے، مطلق مصافحہ اور سُرمہ لگانا سنت ہے۔

اور جس طرح مطلق نوافلِ عبادات، نماز روزہ اور تلاوت وغیرہا ——— جو مخصوصیاتِ زمانی و مکانی و ہیئتِ خاصّہ سے مطلق، اجازت شرع سے وارد ہے ——— اب " خصوصیت "۔ بعد نماز مصافحہ میں، یا عاشوراء کے دن کے سرمہ میں، یا فلانے مکان، یا فلاں مسجد میں نفل نماز کا پڑھنا، یا فلاں روز نفلی روزہ رکھنا، یا فلاں وقت تلاوت کرنا جو مُکلّف نے کسی مصلحت سے مُعیّن اور مقرر کیا ——— رافعِ اصلِ سنّت یا اباحت کی، ہرگز نہیں ہوسکتی ہے۔ بلکہ یہ خصوصیت مطلق سُنّت اور مطلق رخصت کی ایک فرد ہوگی ——— اس لیے کہ تحقّق مطلق کا، بدون قید اور خصوصیت کے ممکن نہیں ——— اور جب اصل سُنّت یا مُباح ہوئی تو یہ فردِ خاص اُس کی بھی مسنون اور مُباح ہوکر: اصلِ سنّت و اباحت ہوگئی ——— کیوں کہ خصوصیت اور تشخصیّت کسی صورت اور فردِ خاص و مُعیّن کی، منافی فردیت کی، اصلاً نہیں ہوسکتی۔ بلکہ واسطے وجود و تحقّقِ مطلق کی، خصوصیت فردیت

حاصل ۱۲

لازم اور لابد ہے۔

اور اسی وجہ سے یہ طریقہ مُرَوَّجہ فاتحہ اور عرس اصل کے اعتبار سے... سنت ہے، چونکہ ضیافت ...... زمانۂ سلف سے خلف تک مشائخِ عظام اور اولیائے کرام سے معمول چلا آرہا ہے

(۲۱) اور جب گیارھویں شریف کی سنیت اور استحسان و اباحت، ان بیس[۲۰] دلیلوں سے روشن اور ثابت ہو چکی، تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ گیارھویں شریف اطلاقِ قولِ حضرتِ حق سبحانہٗ و تعالیٰ:۔ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ[۱] میں داخل ہو کر، مامور بہ اور موجبِ فلاحِ دارین، عاملین کے واسطے ہوگئی —— فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ۔

اور نیز اس آیت سے معلوم ہوا کہ گیارھویں شریف کو منع کرنے والے اور حرام کہنے والے مصداق ہیں مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ کے —— اور منعِ خیر کی وعیدیں ان کو شامل ہیں۔
خیر کو بہت روکنے والے[۱۲]

(۲۲) حضرت قطب الاقطاب مولانا شاہ احمد سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے رسالہ تحقیق الحق المبین میں افادہ فرماتے ہیں کہ:۔ اولیاء اللہ اور مشائخ کے قول و فعل سے یہ عرس گیارھویں شریف وغیرہ ثابت ہے اور قول و فعل اُن کا، داخلِ سُنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ کیوں کہ اولیاء اللہ داخل ہیں خلفائے راشدین میں۔ اور خلفاء کی سُنّت، عینِ سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، لازم الاتباع ہے۔

وَلَفْظُهٗ هٰذَا:۔ [۲] (ان کی اصل عبارت یہ ہے۔ ترجمہ حاشیہ

---

[۱] کام بھلا کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ[۱۲]

[۲] ترجمۂ عبارتِ تحقیق الحق المبین، تصنیف مولانا شاہ احمد سعید مجددی علیہ الرحمہ

میں دیکھیں (۱۲ سید شاہد علی رضوی)

عرس عبارت از قراءتِ قرآن شریف وخواندنِ کلمۂ طیبہ وبخشیدنِ ثواب آں بروحِ بزرگے، وپختنِ طعام وشیرینی للہ تعالیٰ، وایصالِ ثواب آں بروحِ میت۔ کہ معمولِ علما وصلحا است ۔۔۔۔ ومقصود ازیں ایصالِ ثواب عبادت، مالی وبدنی است، کہ متفق علیہ اہلِ سنت و جماعت است ۔۔۔۔ وشک نیست در محمودیتِ آں۔ وسابقًا بیانِ حسن اونمودم۔

(۲۳) چنانچہ در حاشیۂ ہدایہ مسطور است

وَمِمَّا يَدُلُّ عَلٰى هٰذَا اَنَّ الْمُسْلِمِيْنَ يَجْتَمِعُوْنَ فِيْ كُلِّ عَصْرٍ

عرس کیا ہے؟ ۔ قرآن شریف اور کلمۂ طیبہ پڑھنا اور اس (عبادتِ بدنی) کا ثواب کسی بزرگ کو پہنچانا۔ اور اللہ کے لیے طعام وشیرینی تیار کرانا اور اس (عبادت مالی) کا ثواب میت کی روح کو پہنچانا۔ جیسا کہ علماء اور صالحین کا معمول ہے ۔۔۔۔ اور عرس کا مقصود یہی عبادتِ مالی وبدنی کا ایصالِ ثواب ہے جس کے جواز پر اہلِ سنت وجماعت کا اتفاق ہے اور اس کے محمود وپسندیدہ ہونے میں کوئی شک نہیں۔ میں سابق میں اس کا (ایصالِ ثواب کا) حسن اور اچھا ہونا بیان کر چکا ہوں۔

(۲۳) چنانچہ حاشیۂ ہدایہ میں تحریر ہے:۔

اور اس کی دلیلوں میں سے یہ ہے کہ مسلمان ہر دور اور ہر زمانہ میں مجتمع ہو کر قرآن پڑھتے اور اس کا ثواب اپنے مُردوں کو پہنچاتے رہے ہیں۔ اسی پر مالکی، شافعی وغیرہ ہر مسلک کے صالحین اور دین دار حضرات تھے اور کوئی اس کا منکر نہیں۔ تو اس پر اہلِ سنت وجماعت کا اجماع ہو گیا برخلاف معتزلہ کے۔ انتہیٰ۔

وَزَمَانٍ وَيَقْرَأُوْنَ الْقُرْاٰنَ، وَيُهْدُوْنَ ثَوَابَهٗ لِمَوْتَاهُمْ
وَعَلٰى هٰذَا اَهْلُ الصَّلَاحِ وَالدِّيَانَةِ مِنْ كُلِّ مَذْهَبٍ مِّنَ
الْمَالِكِيَّةِ وَالشَّافِعِيَّةِ وَغَيْرِهِمْ وَلَا يُنْكِرُ ذٰلِكَ مُنْكِرٌ،
فَكَانَ اِجْمَاعًا عِنْدَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ
خِلَافًا لِلْمُعْتَزِلَةِ ــ انتہیٰ۔

وَتعیینِ یوم برائے اکثر امور از شارع آمدہ:۔
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ نُعْمَانَ يَرْفَعُ الْحَدِيْثَ اِلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ:۔ مَنْ زَارَ قَبْرَ
اَبَوَيْهِ اَوْ اَحَدِهِمَا فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ غُفِرَ لَهٗ
وَكُتِبَ بَارًّا. رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ مُرْسَلًا
وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ
يَوْمَ السَّبْتِ وَيَوْمَ الْاَحَدِ اَكْثَرَ مَا يَصُوْمُ مِنَ الْاَيَّامِ

اور دن معین کرنا اکثر کاموں کے لیے شارع علیہ السلام سے ثابت ہے:۔
جیسا کہ محمد بن نعمان سے مروی ہے وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے مرفوعاً حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:۔
جو اپنے ماں باپ یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی قبر کی ہر جمعہ کو زیارت کرے اس کو بخش دیا جاتا ہے اور اسے نیک و فرماں بردار لکھ دیا جاتا ہے ــــ یہ حدیث امام بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کی۔ مشکوٰۃ باب زیارۃ القبور ص ۱۵۴۔ اشاعت کتب خانہ رشیدیہ دہلی۔

اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انھوں نے

وَيَقُوْلُ: اِنَّهُمَا يَوْمَا عِيْدٍ لِّلْمُشْرِكِيْنَ فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اُخَالِفَهُمْ ۔ رَوَاهُ اَحْمد۔

وَعَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: اَرْبَعٌ لَمْ يَكُنْ يَدَعُهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ، صِيَامَ عَاشُوْرَاءَ وَالْعَشْرِ وَثَلٰثَةَ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ۔ رواہ النسائی۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ ـــــ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ الْاِثْنَيْنِ فَقَالَ فِيْهِ وُلِدْتُ وَفِيْهِ اُنْزِلَ عَلَيَّ (الْقُرْاٰن) رواہ مسلم

فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم زیادہ تر شنبہ، یکشنبہ (سنیچر، اتوار) کو روزہ رکھتے تھے۔ اور فرماتے کہ یہ دونوں مشرکین کی عید کے دن ہیں تو میں ان کی مخالفت پسند کرتا ہوں۔ یہ حدیث امام احمد نے روایت کی۔ (مشکوٰۃ باب صیام التطوع ص ۱۸۰)

اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی ہے، انھوں نے فرمایا: چار چیزیں ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترک نہ فرماتے ـــ (۱) عاشوراء کا روزہ (۲) بقرعید کے دس دن کے روزے (۳) ہر ماہ سے تین دنوں کا روزہ (۴) قبلِ فجر کی دو رکعتیں ـــ یہ حدیث امام نسائی نے روایت کی۔ (مشکوٰۃ باب صیام التطوع ص ۱۸۰)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دوشنبہ وپنجشنبہ کو روزہ رکھتے۔ اور ایک روایت میں ہے، انھوں نے فرمایا کہ ـــ

ازیں حدیث معلوم شد کہ فضیلتِ روزِ دو شنبہ از سبب تولّد شریف حضرت رحمۃ للعٰلمین سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم، و بجہتِ نزولِ مبارک کلام اللہ المجید حاصل گشت

وعلیٰ ہٰذا القیاس تخصیصِ ایامِ مذکورہ در احادیثِ مرقومہ بنا بر وقوعِ واقعہ، دراں روز، کہ در غیر آں روز یافتہ نشد، بحصول الخامید ودر ما نحن فیہ نیز روزے کہ انتقالِ بزرگے از بزرگانِ دین، ازیں عالمِ فانی بعالمِ باقی می شود، بمقتضائے "اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ" وصل با محبوب دل وجاں کہ تمام عمر در تمنائش بسر بردہ، نقدِ وقت می شود ——— وازیں ہمراں روز را عرس نامیدہ اند ——— حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دو شنبہ (پیر) کے روزہ رکھنے سے متعلق دریافت کیا گیا تو ارشاد فرمایا اسی دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر قرآن نازل ہوا۔ اسے امام مسلم نے روایت کیا۔ (مسلم شریف ج ۱ ص ۳۶۸۔ اشاعت کتب خانہ رشیدیہ دہلی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزِ دو شنبہ کی فضیلت حضرت رحمۃ للعالمین سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت اور کلام الٰہی کے نزول کی وجہ سے ہے

اسی طرح دیگر احادیثِ مذکورہ میں بیان شدہ ایام کی تخصیص اسی لیے ہے کہ ان دنوں میں کوئی ایسا واقعہ رونما ہوا جو دوسرے ایام میں نہ ہوا ——— اور یہ امر ہمارے زیرِ بحث مسئلہ عرس میں بھی موجود ہے۔ کیوں کہ جس دن بزرگانِ دین میں سے کسی بزرگ کا اس عالمِ فانی سے عالمِ باقی کی طرف انتقال ہوتا ہے تو اسے ایک عظیم نعمت کا حصول ہوتا ہے، جیسا کہ کہا گیا ہے "موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے ملا دیتا ہے"

علیہ می فرماید۔

بیت ؎ من شوم عُریاں زتن آو از خیال
تا خرامم در نہایاتُ الوصال

ومنطوقِ لازم الوثوقِ حضرت سید الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم در وقتِ احتضار "اَللّٰھُمَّ رَفِیْقَ الْاَعْلٰی" نصِ صریح است بریں مدعا۔ ونیز ازیں حدیث واضح شد کہ بسبب حصولِ نعمت، شکرِ منعم عمَّ نوالہٗ دراں روز بجا آوردن، از قسمِ عبادات وخیرات، سنت است۔ بہ تخصیص نمودنِ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم الاثنین را بصوم، کہ از جملۂ عبادات است ـــــ وخورانیدنِ حضرت امیر المومنین عمر

بزرگ کو اس محبوبِ دل وجاں کا وصال حاصل ہوتا ہے جس کی آرزو میں ساری عمر بسر کی ہے ـــــ اسی نکتہ کے سبب بزرگوں نے اس دن کا نام "عُرس" (یعنی شادی) رکھا ہے۔ حضرت مولانا رُوم رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے (ترجمہ) میں جسم سے آزاد ہو جاؤں اور وہ خیال سے، تاکہ میں وصال کی انتہاؤں میں سیر کرسکوں۔

اس مدعا پر صریح نص وفات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ واجب الاعتماد کلام ہے" اللھم الرفیقَ الاعلیٰ۔ اے اللہ میں رفیق برتر کو چاہتا ہوں" (اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حبیب کا وصال کس قدر محبوب ہوتا ہے یہی حال بزرگانِ دین نائبانِ سید المرسلین خلفائے رحمۃ للعالمین علیہ وعلیہم الصلاۃ والتسلیم کا ہوتا ہے)۔ــ حدیثِ دوشنبہ سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ حصولِ نعمت کے سبب اس دن عبادات وخیرات کی بجاآوری کرکے منعم عمَّ نوالہٗ کا شکر ادا کرنا سنتِ رسول ہے۔ کیوں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روزِ دوشنبہ کو (ولادتِ پاک اور نزولِ قرآن کے شکریہ میں) روزہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعدِ حصولِ نعمتِ آموختنِ سورہ بقرہ طعام دوستانِ خود را۔

لہٰذا یوم الوصال را مشایخِ عظام رحمۃ اللہ علیہم تخصیص نمودہ اند بہ اِطعامِ طعام، و تلاوتِ قرآن شریف و تہلیل اللہ سبحانہ، و بخشیدنِ ثواب عبادت مالی و بدنی مذکورین بہ رُوحِ بزرگے از بزرگانِ دین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

و قول و فعلِ مشایخِ کرام کہ جامع بین العلم والیقین و قدم بر قدم سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم اند، موافق و مرضی محبوب رَبّ العٰلمین علیہ وعلیٰ آلہٖ الصلوٰۃ و السلام است ـــ بلکہ ایشاں داخلِ خلفائے راشدین اند ـــ لِاَنَّ الْجَمْعَ الْمُحَلّٰی بِاللَّام فی قولہ علیہ الصلوٰۃ و السلام:

سے خاص فرمایا ہے۔ جو ایک (بدنی) عبادت ہے ـــ اور حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب سورہ بقرہ سیکھ لی تو اس نعمت کے شکریہ میں دوستوں کو کھانا کھلایا۔

اس لیے مشایخِ عظام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے روزِ وصال کو دعوتِ طعام، تلاوتِ قرآن نیز اللہ کی تسبیح و تہلیل اور مذکورہ دونوں مالی و بدنی عبادتوں کا ثواب بزرگانِ دین میں سے کسی بزرگ کی رُوح کو ہدیہ کرنے کے ساتھ خاص فرمایا ہے۔

اور مشایخِ کرام جو علم و یقین کے جامع اور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدم بہ قدم (یعنی سچے نائب و جانشین) تھے ان کا قول و فعل محبوبِ رب العٰلمین علیہ و آلہٖ الصلوٰۃ والسلام کے موافق اور ان کا پسندیدہ ہے ـــ

عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ" یُفِیْدُ الْاِسْتِغْرَاقَ کَمَا تَقَرَّرَ فی علم اصول الفقہ۔

پس سُنّتِ ایشاں سُنّتِ خلفائے راشدین علیہم الرضوان شد ـــ و انکار در سنتِ شاں اِعراض از قولِ سیدالابرار و قبلۂ الاخیار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم است ـــ و تولّی از حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روئے گردانی از حکم اللہ جل جلالہٗ است ـــ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ نصِ قطعی بریں دعوٰی۔ وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا شاہد عدل بریں مدّعا۔

غایت توضیح المرام آں کہ در عرس مطلق دعوت نمودن

بلکہ یہ مشایخ کرام (جو واقعی نائب رسول اور جانشین مسندِ سرکار ہیں) خلفائے راشدین میں داخل ہیں کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین (مشکوٰۃ باب الاعتصام ص ۱۳۰ اشاعت کتب خانہ رشیدیہ دہلی) (تم لازم کرلو میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت) کے اندر لفظِ "الخلفاء" جمعِ معرّف بہ الف لام ہے۔ اور یہ جمع استغراق (احاطہ و عموم) کا فائدہ دیتی ہے جیساکہ علمِ اصولِ فقہ میں یہ قاعدہ طے ہوچکا ہے۔

تو ان مشایخ کرام کی سنت خلفائے راشدین علیہم الرضوان کی سنت ہوئی ـــ اور ان کی سنت سے انکار، سید الابرار، قبلۂ اخیار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد سے اعراض ہے ـــ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے منہ پھیرنا، اللہ جلّ جلالہٗ کے حکم سے روگردانی ہے۔ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ (پ۵ سورہ

سنّت بالاتفاق است۔ و بہ تخصیص یوم سنّتِ خلفائے راشدین است کہ بعینہ سنّتِ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم است ـــــ العاقلُ المنصفُ تکفیہ الاشارۃ، وَ المُتَعَصِّبُ لَا یُفِیْدُہُ التَّصْرِیْحُ ـــــ وَاِنْ یَّرَوْا کُلَّ اٰیَۃٍ لَّا یُؤْمِنُوْا بِہَا حَتّٰۤی اِذَا جَآءُوْکَ یُجَادِلُوْنَکَ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْۤا اِنْ ھٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ـــــ انتہیٰ کلامہ الشریف، قدّسنا اللہ سبحانہٗ بسرہ الاقدس الانور المنیف۔

نساء آیت ۹۷) (جس نے رسول کا حکم مانا تو اس نے اللہ کا حکم مانا) اِس دعویٰ پر نصِ قطعی ہے ـــ اور ـ وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا (پ۲۸ سورہ حشر آیت ۷) (رسول جو تمھیں دیں اُسے لے لو اور جس سے روکیں باز آ جاؤ) اِس مُدّعا پر شاہدِ عدل (معتبر گواہ) ہے

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ عرس میں مطلق دعوت کرنا تو بالاتفاق سنت ہے، اور دن کی تخصیص کے ساتھ دعوت کرنا خلفائے راشدین کی سنت ہے جو بعینہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے ـــــ عقل مند منصف کے لیے اشارہ کافی ہے اور متعصب کے لیے صراحت بھی بے کار ہے۔

(اور اگر ساری نشانیاں دیکھیں تو ان پر ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ جب تمھارے حضور تم سے جھگڑتے حاضر ہوں تو کافر کہیں یہ تو نہیں مگر اگلوں کی داستانیں (پ۷ سورہ انعام آیت ۲۵) مولانا احمد سعید مجددی علیہ الرحمہ کا کلام مبارک ختم ہوا۔ اللہ ہمیں ان کے مقدس روشن اور بلند سر سے پاکیزگی بخشے ۱۲ رضوی

اَقُول — جب گیارھویں شریف، اور عرس بزرگانِ دین کی خیریت اور استحسان[1]، مُجمَع عَلَیہ[2] محققین مذاہب ائمہ اربعۂ اہل سنت وجماعت[3] سے ثابت ہوئی، باوجود ادلۂ ثلثہ کتاب اللہ تعالیٰ وسنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اجماع امت خیر الامت کے — تو ایسے امر کا انکار و استقباح کسی عاقل کی شان نہیں۔ چہ جائے کہ مسلمان، خصوصاً عرب، لا سیما پیر بن کر —

اور اگر باایں ہمہ ادلۂ شرعیہ کے، بعد پہنچ جانے اس فتوے کے، بشرط فہم و انصاف بھی باز نہ آئیں تو مَا عَلَى الرَّسُولِ اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ[4] کو خوب سمجھ لیں۔

اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ[5] —

اور غور کرلیں کہ اِس انکار کی خرابی اور برائی کا تسمہ کہاں تک لمبا ہو کر پہنچتا ہے۔

اور — لَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ[6]

یقیناً اپنے بوجھ بھی اٹھائیں گے، اور اپنے بوجھوں کے ساتھ کچھ اور بوجھ بھی۔ ۱۲ رضوی

اور — مَنْ سَنَّ فِى الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ

---

[1] کارِ خیر ہونا اور اچھا ہونا ۱۲ [2] جس پر اجماع ہو چکا ہے ۱۲ [3] اہل سنت کے چاروں ائمہ کے مذاہب کے اہل تحقیق علماء ۱۲

[4] رسولوں کے ذمہ بس یہی ہے کہ صاف طور پر حکم پہنچا دے ۱۲ رضوی [5] میرا مقصد بس اصلاح کرنا ہے اور مجھے توفیق صرف اللہ برتر، باعظمت سے ہی ملنے والی ہے ۱۲ رضوی۔

[6] پ ۲۰ سورۂ عنکبوت آیت ۱۳

اَوَ نَہَا اِرِ ھِمۡ شَیۡءٌ [1]

جس نے کوئی برا طریقہ جاری کیا تو اس پر اپنی بدعملی کا گناہ ہے اور ان کی بدعملیوں کا جو اس کے بعد ان پر کاربند ہوں اس کے بغیر کہ ان کے گناہوں سے کچھ کم ہو ۱۲ رضوی

خود بھی بلائے مخالفتِ خدا و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میں گرفتار ہوئے ــــ اور اپنے تابعداروں کو جو قیامت تک ہوں گے۔ اِنَّا وَجَدۡنَا عَلَیۡہِ اٰبَآءَنَا [2] کا ڈنکا بجانے والے، اُن کو بھی اِس بلا اور طرح طرح کی آفات و خسرانِ دُنیا و آخرت میں مبتلا کرنا متعین ہے ــــــ

جس طرح اہلِ سنت وجماعت کے صالحین اِس طریقۂ حسنہ کے مُروج بمصداق (اچھے طریقے کے نکالنے والے ۱۲) "مَنۡ سَنَّ فِی الۡاِسۡلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجۡرُھَا وَ اَجۡرُ مَنۡ عَمِلَ بِھَا" [3] کے ہو کر مستحقِ رضامندیِ اللہ تعالیٰ اور خوشنودیِ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہوئے۔

یہ اہلِ انکار مورِدِ لعنت و پھٹکار بہ وجہ اپنے عناد کے، اہلِ اِسلام سے بہ سبب اتباعِ ہوا اور عنادِ حق کے قرار پائے۔ اور طرح طرح کے کبائر میں اپنی جانیں پھنسا کر مستوجب اور سزاوارِ سخت سزا اور تعزیر اور قتل و ضرب و حبسِ دائم بشرطِ حکومتِ اسلام ــــ کے بن گئے ــــ اور داغِ ارتکاب کبائر شتّٰی، اور کفر و ارتداد ان کے ذِمّۂ ذمیمہ پر مانندِ "ضُرِبَتۡ عَلَیۡھِمُ الذِّلَّۃُ وَ الۡمَسۡکَنَۃُ وَ بَآءُوۡا

---

[1] مشکوٰۃ کتاب العلم ص ۳۳۔ اشاعت کتب خانہ رشیدیہ دہلی۔

[2] بے شک اس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ۱۲ ر

[3] جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کیا، اس کے لیے اس کا اجر اور اس پر عمل کرنے والوں کا اجر ہے ۱۲ (مشکوٰۃ کتاب العلم ص ۳۳۔ اشاعت کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱۲)

بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ[۱] کا ٹھپہ، ان کا نقدِ حال ہو گیا ——
وَ سَنُفَصِّلُ بَعْضَ اَحْکَامِہِمْ عَنْ قَرِیْبٍ بَعْدَ الفوائد[۲]

۴۸۶/۹۲

عمدۃ الفائحہ فی ادلۃ جواز العرس و الفاتحہ

مصنفہ: سراج الفقہاء حضرت علامہ مفتی شاہ محمد سلامت اللہ صاحب نقشبندی مجددی رام پوری خلیفۂ اجل قطبِ ارشاد حضرت علامہ مفتی شاہ محمد ارشاد حسین صاحب نقشبندی مجددی احمدی رامپوری علیہما الرحمۃ والرضوان

● جس میں عرس و فاتحہ کے جواز و استحسان پر مصنفِ علام نے آیاتِ ربانی، احادیثِ صحاح اور روایات سے ڈھائی سو ۲۵۰ دلیلیں تحریر فرمائی ہیں۔

● جس پر اعلیٰ حضرت، امام اہلِ سنت فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ کی شاندار عالمانہ تقریظ و تصدیق ● جو پہلی بار ـــــ میں عظیم آباد پٹنہ اور دوسری بار جونپور سے چھپ کر منظرِ عام پر آ چکی ہے۔

عرصۂ دراز کے بعد اب اس کا تیسرا ایڈیشن جدید ترتیب، حوالوں کی عربی و فارسی عبارات کے ترجموں اور ضروری حواشی، معیاری کتابت و طباعت اور شاندار ٹائٹل کے ساتھ بہت جلد منظرِ عام پر آ رہا ہے۔

مُرتّب

---

[۱] ان پر ذلت اور مسکینی کی مہر کر دی گئی اور وہ اللہ کے غضب کے ساتھ پلٹے ۱۲ (پ سورۃ بقرہ آیت ۶۱)

[۲] عن قریب فوائد کے بعد ان کے کچھ احکام کی تفصیل کی جائے گی ۱۲

گیارھویں شریف اور عُرس کے فوائد

علاوہ اُن اَدِلّہ کے، جو سابقاً در باب جواز و استحسان گیارھویں شریف اور مطلق عرس بزرگانِ دین کے مذکور ہوئے اور بہت سے منافع و فوائد اُس میں ہیں کہ اُن کے لحاظ سے وجوہ کثیرۂ جواز و استحباب گیارھویں و عرس کے، مُستفاد ہیں۔ مثلاً:-

(۱) اوّلاً۔ اُس میں اِطعامِ طعام جو صدقہ ہے واسطے مساکین و محتاجین کے؛ آیۂ کریمہ "اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِیَ ۚ وَ اِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ" [۱] کے عموم میں بالضرور مُندرِج ہے پس اُس کی خوبی و خیریت اور اچھے ہونے میں کوئی شُبہہ نہ رہا ——— پس جس کو حق تعالیٰ اچھا فرمائے، اور نِعِمَّا هِیَ [۲] اور خیر [۳] کے ساتھ ذکر کرے اُس کو بُرا سمجھنا، یہاں تک کہ اُس کو حرام کہہ بیٹھنا کسی عاقل کی شان نہیں، فَضْلاً عَنْ اَہلِ الْاِسْلام [۴]

(۲) ثانیاً۔ اس میں ہدیہ ہے صالحین کے واسطے، اگرچہ اغنیا ہوں۔ اور ایسا

---

[۱] اگر تم صدقوں کو ظاہر کرو تو یہ کیا ہی خوب ہے اور اگر تم انھیں چھپاؤ اور محتاجوں کو دو تو وہ تمھارے لیے بہتر ہے ۱۲ (پ۳ سورۃ بقرہ آیت ۲۷۱)

[۲] یہ کیا ہی خوب ہے ۱۲ [۳] بہتر ۱۲

[۴] اسلام کو ماننے والوں کی شان ہونا تو درکنار ۱۲

ہی شیرینی وغیرہ کی تقسیم میں ہوتا ۔ اِس ہدیہ سے اِدخالِ سرور فی قلب المومن[1] ہے ۔ جس کے اجر میں کلام نہیں ، بلکہ بعض روایتوں سے ثابت ہے کہ ستّر برس کی عبادت سے افضل ہے ۔

(۳) ثالثاً ۔ اس میں قراءتِ کلام اللہ شریف ہے جو موجب ہے نزولِ رحمت کی اور سبب ہے مغفرت کی ، عام طور سے ۔ جس کی شان میں وارد ہے :۔

نَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّکِیْنَةُ وَغَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَآئِکَةُ ۔ إلی آخر الحدیث کما فی البخاری و مسلم وغیرہما۔

ترجمہ :۔ ان پر سکینہ نازل ہوتا ہے ان پر رحمت چھا جاتی ہے اور انھیں فرشتے گھیر لیتے ہیں ۔ ۱۲ رضوی

(۴) رابعاً ۔ اس میں خلق کا نفع ہے کہ بزرگوں کی نذر و نیاز و فاتحہ کے ضمن اور طفیل میں عامۂ مومنین و مومنات اور مسلمین و مسلمات کی منفعت متعین ہے ایصالِ ثواب میں اُن کو شامل کر لینے سے[2] ۔ اور ۔ خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ ۔

---

[1] پہلے فائدہ میں یہ ذکر کیا کہ کھانا کھلانے میں فقراء پر صدقہ کا ثواب ہے ۔ یہاں بیان ہے کہ کھانا کھلانا اسی طرح بالعموم ایصالِ ثواب کی شیرینی وغیرہ کوئی بھی چیز تقسیم کرنا صالحین کے لیے ہدیہ ہے ۔ اگرچہ یہ صالحین مالدار ہی ہوں ۔ اور اس ہدیہ سے انھیں خوشی ہوتی ہے اور مومن کا دل خوش کرنے میں عظیم اجر ہے جس میں کلام کی گنجائش نہیں یہاں تک کہ بعض روایتوں سے ثابت ہے کہ یہ ستّر برس کی عبادت سے افضل ہے ۱۲ رضوی [2] بزرگوں کو جو ایصالِ ثواب ہوتا ہے اس میں تمام مومنین و مومنات کو شامل کر لیا جاتا ہے جس سے صرف بزرگوں ہی کا نہیں عام خلق کا بھی فائدہ ہے ۔ ۱۲ رضوی

(لوگوں میں بہتر وہ ہے جو لوگوں کو فائدہ پہنچائے۔ ۱۲ رضوی)

(۵) خامسًا۔ خاص مومن کو، عام فاتحہ و عرس میں ایصالِ ثواب سے نفع پر اجماع منعقد۔ کما مر۔ (جیسا کہ گزرا ۱۲)

(۶) سادسًا۔ حصولِ بے حد ثواب و حسنات، عاملِ گیارھویں اور عرس بزرگوں کے واسطے۔ کہ اس کو اجر بقدرِ تعداد مَوْہُوْبٌ لَہُم، اور عددِ اموات ملتا ہے۔ کما فی ردالمحتار وغیرہ۔ [۱]

(۷) سابعًا۔ اس میں یادِ بزرگانِ دین، خصوصًا ذکر، حضرت قطبِ عالم غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا جو سبب ہے نزولِ رحمت اور فیوضِ باطن کا ــــ وَتَنَزَّلُ الرَّحْمَةُ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِيْنَ (اور صالحین کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے ۱۲ رضوی)

(۸) ثامنًا۔ ایصالِ ثواب میں، اہلِ کمال کی جناب میں حصولِ فیض و ترقیِ مراتب، موصِل کے واسطے۔ [۲]

---

[۱] ردالمحتار وغیرہ میں ہے کہ قرآءت قرآن کا ایصالِ ثواب کرنے والا جتنے مومنین و مومنات کو ثواب پہنچاتا ہے ان سب کو پورا پورا پہنچتا ہے۔ مثلاً ایک پارہ پڑھا، اور اس کا ثواب ایک ارب مردوں کو پہنچایا تو ہر ایک کو ایک ایک پارہ کا ثواب پہنچے گا۔ اور ایصالِ ثواب کرنے والے کو ان سب کے اجر و ثواب کا مجموعہ (یعنی پورے ایک ارب پاروں کا ثواب) ملے گا۔ اور یہ اللہ کے فضلِ عظیم اور کرمِ عمیم کے سامنے کوئی مشکل اور بعید نہیں اس کے پیشِ نظر عرس اور گیارھویں شریف کرنے والا بے حد و بے حساب نیکیوں اور ثواب کا مستحق ہوتا ہے ۱۲ رضوی

[۲] آٹھواں فائدہ یہ ہے کہ اہلِ کمال کی بارگاہ سے ایصالِ ثواب کرنے والے کو فیض ملتا ہے اور اس کے درجات بڑھتے ہیں ۱۲ رضوی

(۹) تاسعًا۔ کاملین کے لیے، ہدیۂ دعا سے، رفعِ درجات۔ اور گنہگار اُمتیوں کے حق میں جو طفیلی ہیں اِس ایصال و اِہدا میں، محوِ سیئات و کفارۂ خطیات۔ [۱]

(۱۰) عاشرًا۔ حُسنِ سلوک ازواتِ (مُردوں ۱۲) کے ساتھ

(۱۱) حادی عشر۔ صلۂ رحم بر تقدیرِ رشتہ و قرابت۔ [۲]

(۱۲) ثانی عشر۔ تخفیف اپنے معاصی کی [۳]

(۱۳) ثالث عشر۔ اظہارِ اخلاص و محبت و عقیدت اپنا، بزرگوں سے۔

(۱۴)۔(۱۵) رابع عشر و خامس عشر۔ رضامندی خدائے تعالیٰ (جل شانہٗ) کی۔ اور رضامندی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی۔

(۱۶) سادس عشر۔ ہدیہ پہنچانا ہے زندوں کی طرف سے مُردوں کو جس سے اُن کو خوش کرنا اور فرحت و سرور بخشنا۔

(۱۷) سابع عشر۔ اِغاثتِ ملہوف اور اِعانتِ عاجز۔ یعنی فریاد رسی اور اِمداد مُردوں کی۔ موافق حدیث سابق الذکر۔

(۱۸) ثامن عشر۔ اِقتدا اپنے فعلِ نبوی کا، ایصالِ ثواب میں۔ علیہ وعلیٰ آلہ

---

[۱] نواں فائدہ یہ ہے کہ جو گناہوں سے پاک ہیں ایصالِ ثواب سے ان کے درجات بلند ہوں گے۔ اور ان کے طفیل میں جن گنہگاروں کو ایصالِ ثواب ہوگا اس سے ان کی برائیاں مٹیں گی اور یہ ان کی خطاؤں کا کفارہ ہوگا ۱۲ رضوی

[۲] جیسے ایصالِ ثواب کیا، یا جس کا عرس و فاتحہ کیا اس سے اگر رشتہ داری اور قرابت ہے تو ایصالِ ثواب کرنے والا اپنے اِس عمل سے صلۂ رحم کی بجا آوری کرنے والا بھی ہوگا اور صلۂ رحم (رشتہ جوڑنے اور اس کا پاس و لحاظ رکھنے) کی بڑی تاکید آئی ہے ۱۲ رضوی

[۳] ان نیکیوں اور ثواب کے حصول سے اپنے گناہوں کو کم کرنا ۱۲ رضوی

افضل الصلوات واکمل التحیات۔

(۱۹) تاسع عشر۔ اقتدا ہے آنحضرت کے قولِ مبارک کی، امتثالِ امرِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ـــــ وقد قال اللہ سبحانہ :-

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ [۱]

ترجمہ :- اے محبوب تم فرمادو، لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرماں بردار ہو جاؤ، اللہ تمھیں دوست رکھے گا (کنزالایمان)

وَقَالَ تعالیٰ :- لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ [۲]

ترجمہ :- بے شک تمھیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے (کنزالایمان)

(۲۰) عشرون ـ لوگوں کو کارِ خیر اور حسنات کی طرف بلانا ہے۔

(۲۱) حادی وعشرون ـ قیامت تک اجرِ نیک کی بنا قائم کرنی ہے پس ماندوں کے واسطے۔ [۳]

(۲۲) ثانی وعشرون ـ خود کو مستحقِ اجورِ عاملین کے استحقاقِ اجور میں شامل کرنا۔ [۴]

---

[۱] پ۳۔ آل عمران۔ آیت ۳۱ [۲] پ۲۱۔ احزاب۔ آیت ۲۱۔

[۳] جب کوئی شخص یہ عملِ خیر کرے گا اور اس کی نسل بھی آئندہ اس پر عمل کرے گی تو اس طرح وہ ان کے لیے بھی اجر و ثواب کے حصول کی بنیاد قائم کر جائے گا اور بعد والے اس کی اقتدا کر کے ہمیشہ نفع پاتے رہیں گے۔ ۱۲ رضوی۔

[۴] جو شخص کوئی نیک طریقہ جاری کرے اُسے اپنی ایجاد اور اپنے عمل کا ثواب ملے گا اور اس کے ساتھ جتنے اس نیک طریقے پر عمل کرنے والے ہوں گے ان سب کا ثواب بانی کو ملتا جائے گا۔ اس طرح جو ایسے نیک عمل کی بنیاد اپنے لوگوں میں قائم کر جائے گا وہ اُن (باقی صفحہ ۵۷ پر)

بحکمِ حدیث شریف :۔ مَنْ سَنَّ سُنَّۃً حَسَنَۃً ۔ اِلیٰ آخرہ۔

(۲۳) ثالث وعشرون :۔ اقتدائے علمائے دین و صُلحائے شرعِ متین و مشایخِ طریقت و اولیائے اُمّت۔ (ان) کی پیروی فی نفسہٖ مُوجبِ خیر و برکت و فیضِ سعادت۔

(۲۴) رابع وعشرون ۔ بموجب فرمان واجب الاذعان: "مَارَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ حَسَنٌ"[۱] طریقہ مرّوجہ گیارھویں شریف و عرس وغیرہ، جملہ امورِ مُستحسنہ اور مُستحبّہ ۔ سے ہوا۔ تو عمل اور استحسان فرماں برداری ہے شارع علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی۔

(۲۵) خامس وعشرون ۔ اِس میں اِمتثال اور بجا آوری ہے امرِ پروردگار: رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ[۲] کی۔

اب اُن قائلین سے جو کہتے ہیں کہ: گیارھویں کرنا حرام ہے، اور اس کے کرنے والے کافر ہیں اور ان کو قتل کرنے کا حکم ہے ——

پوچھنا چاہیے کہ: وہ حکم کس کا ہے ؟—— آیا کتاب اللہ کا ؟ —— یا سُنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ؟ —— یا اجماع کا ؟—— یا تمھارے نفسِ خبیث کا ؟——

اگر کہیں کہ کتاب اللہ کا —— تو اُن سے دریافت کرو کہ وہ کون سی آیت

(بقیہ حاشیہ ص۵۶) سعادت مند لوگوں میں سے ہوگا جنھیں صرف اپنا ہی ثواب نہیں ملتا بلکہ وہ دوسرے عمل کرنے والوں کے ثوابوں کے بھی مستحق ہوتے ہیں ۔ ۱۲ رضوی۔

[۱] (الف) ردالمحتار ج ۵ ص ۳۲ (ب) التعلیق الممجد علیٰ مؤطا محمد باب قیام شہر رمضان ص ۱۴۰۔ اشاعت خورشید بک ڈپو لکھنؤ [۲] پ ۲۸، حشر۔ آیت ۱۰ ۔

ہے؟ ـــــ اگر کہیں سنّت کا حکم ہے۔ تو اُن سے پوچھو کون سی حدیث ہے؟
اگر کہیں اِجماع ہے۔ تو کہو دِکھاؤ، کس کا اِجماع ہے؟

اور جب اِن تینوں اُصولِ حقّہ سے کسی کا حکم نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ تمھاری گھڑت ہے، نفس کی خباثت ہے۔

یا حضرت غوثِ اعظم قطب عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تم کو بغض ہے اِس وجہ سے ایسا کہتے ہو؟ تو یہ شعبہ ہے غلوِّ رفض کا ـــ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ [1] يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ [2]

اللہ کا نور اپنے مونہوں سے بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ اپنا نور پورا فرمانے والا ہے۔ اگرچہ کافروں کو بُرا لگے۔ (۱۲ شاہد علی رضوی)

یا اِتّباع ہے شیخ نجدی اور طوائفِ مارقہ من الدین [3]، وہابیہ وغیرِ مقلدین مبہوتین کا؟ ـ جن کا یہ عقیدہ ہے کہ ہمارے سِوا دُنیا میں کوئی مسلمان نہیں، سب کافر اور مُشرک ہیں ـ جو ہماری ہاں میں ہاں ملاوے وہی ایمان دار ہے، باقی اِس کے علاوہ جو ہے وہ قتل کا سزاوار ہے ـــ تو اس کا حکم سابقًا ہم مُفصّل لکھ آئے فَلَاحَاجَةَ اِلَى الْاِعَادَةِ۔ [4]

مخبرِ صادق، غیب داں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم تیرہ سو برس پیشتر نجد کی جانب اشارہ کر کے فرما گئے:

مِنْ هُنَا يَطْلَعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ ـــ يَمْرُقُوْنَ مِنَ

---

[1] تم فرماؤ اپنی جلن میں مر جاؤ۔ [2] پ ۲۸ سورۂ صف۔ آیت ۸۔
[3] دین سے نکل جانے والے گروہ ۱۲ [4] تو دوبارہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں ۱۲۔

الدِّیْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِیَّةِ ثُمَّ لَا یَعُوْدُوْنَ فِیْهِ ـــ لَیْسَ لَهُمْ حَقٌّ مِنَ الْاِسْلَامِ، هُمْ شَرٌّ مَنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَآءِ، فِیْ قَتْلِهِمْ خَیْرٌ ـــ سِیْمَاهُمُ التَّحْلِیْقُ ـــ رواہ البخاری و مسلم وغیرہما من ارباب الصحاح۔

ترجمہ :۔ یہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا ـــ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ پھر اس میں واپس نہ آئیں گے ـ ان کے لیے اسلام کا کوئی حصہ نہیں ـ وہ زیرِ آسمان والوں میں سب سے بدتر ہیں ـ ان کا قتل ہی بہتر ہے ـ ان کی نشانی باربار اور کثرت سے بال منڈانا ہے[1] ۱۲ رضوی

نیز فرمایا: علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیات۔

مَنْ بَدَّلَ دِیْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ کَائِنًا مَنْ کَانَ ـ (جو اپنا دین بدل ڈالے اُسے قتل کرو، خواہ وہ کوئی شخص ہو ـــ اس سے معلوم ہوا کہ یہ گیارھویں کے منکرین، اسے حرام ٹھہرانے والے اور عامل کو مستحقِ قتل بتانے والے چوں کہ دین کو بدلنے والے ہیں اس لیے خود ہی مستحقِ قتل ہیں ۱۲ رضوی)

ع وہ الزام ہم کو دیتے تھے قصور اُن کا نکل آیا۔

مَنْ حَفَرَ بِئْرًا لِاَخِیْهِ فَقَدْ وَقَعَ فِیْهَا (جس نے اپنے بھائی کے لیے کنواں کھودا خود ہی اس میں جا گرا۔ ۱۲ رضوی)

---

[1] تحلیق باب تفعیل سے ہے جس کی ایک خاصیت تکثیر ماخذ بھی ہے اس لیے اس میں ماخذ کو کثرت سے اور بار بار کرنے کا معنیٰ پایا جاتا ہے جیسے حمد کا معنیٰ تعریف کرنا اور تحمید کا معنیٰ بار بار تعریف کرنا، اسی لیے محمد کا معنیٰ ہے وہ جس کی بار بار تعریف کی جائے ـــ حلق کا معنیٰ بال مونڈنا تو تحلیق کا معنیٰ بار بار اور کثرت سے بال منڈانا ہوگا ۱۲ رضوی۔

گیارھویں کے ذبیحہ کا حکم

رہا ذبیحہ گیارھویں شریف کا، مثل گائے اور بکرا یا مرغا وغیرہ کے ـــــ سو اس کو حرام اور سور کا گوشت کہنا اور سمجھنا اگر اس بنا پر ہے کہ یہ مَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ [1] میں داخل ہے تو یہ سخت جہالت اور بلادت ہے۔ اس لئے کہ مَا اُھِلَّ کا مصداق وہ جانور ہے جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا جاوے اور غیر اللہ کا نام لے کر اس کو ذبح کریں۔ گیارھویں شریف کا جانور اللہ تعالیٰ کے نام مبارک سے ذبح کیا جاتا ہے اور ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کا ہی نام پکارا جاتا ہے، اور بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کے ساتھ ذبح کیا جاتا ہے ـــــ نہ حضرتِ غوثِ اعظم کے نام کے ساتھ۔

اور اگر اس بنا پر ہے کہ اس میں تقرّب اِلیٰ غیر اللہ ہے، تو یہ بھی ظنِ فاسد اور گمانِ کاسد ہے۔ اس واسطے کہ کسی مسلمان، گیارھویں شریف میں جانور ذبح کرنے والے، کا قصد بالذات تقرّب اِلیٰ غیر اللہ نہیں ہوتا۔ بلکہ ذبح سے مقصود، ضیافتِ فقرا و صلحا کی ہوتی ہے، اور اراقتِ دم (خون بہانا) اللہ تعالیٰ کے واسطے۔ جیسے تمام مہمانیوں اور باراتوں اور تقریبات شادیوں وغیرہ میں ـــــ البتہ اس کے اطعام کا ثواب ہدیہ کرتے ہیں روحِ پاک حضرتِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جناب میں ـــ سو اس کو تقرّب اِلیٰ غیر اللہ سے کچھ تعلق نہیں۔

---

[1] وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو۔ ۱۲

اور اگر اِس بِنا پر ہے کہ وہ جانور نام زَدْ ہے بنام حضرتِ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا کہ اِس قصد سے بعضے اشخاص کوئی جانور پال لیتے ہیں کہ ہم اس کو حضور کے عرس و فاتحہ میں ذبح کریں گے، تو اُس کو بھی حُرمت سے کوئی عِلاقہ (تعلق ۱۲) نہیں ہے ـــــ اس لیے کہ اس صورت میں بجز نسبت اور اِضافت کے، اور کچھ نہیں ہے۔ اور فقط نسبت و اضافت سے اگر جانور حرام ہو جائے تو چاہیے کہ تمام جانور حرام ہوں ـــــ کیوں کہ بالضرور ہر جانور میں یہ نسبت و اضافت موجود ہے کہ یہ گائے مثلاً زید کی ہے۔ اور یہ بکری بکر کی ہے۔ اور یہ مُرغا عمرو کا ہے۔ حالاں کہ یہ نسبت و اضافت حرمت میں جانور کے، کچھ دخل نہیں رکھتی ـــــ پھر اگر اسی طرح کسی بزرگ کی طرف، کسی جانور کی نسبت و اِضافت کی گئی تو اُس کے حرام ہو جانے کی کیا وجہ ہے؟ ـــــ

اور اگر اِس خیالِ باطل سے اُس کو حرام کہتا ہے کہ حضرتِ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اُس کی نذر و نسبت، مُوجب اُس کے خُبث اور ایسی پلیدی کے ہے کہ اس کے بعد اگرچہ خدا ہی کے نام سے ذبح بھی کیا جاوے تب بھی پاک اور حلال نہیں ہو سکتا ـــــ تو یہ صریح مدافعت (تردید ۱۲) ہے نصِّ قاطع کلام اللہ شریف کی ـــــ اور۔

مَنْ دَافَعَ نَصَّ کِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَقَدْ کَفَرَ بِالْاِجْمَاعِ۔

کمافی الاعلام۔

جو نصِ کلام اللہ کو رد کرے وہ بالاجماع کافر ہے جیسا کہ اِعلام بقواطع الاسلام میں ہے ۱۲ رضوی۔

اس لیے کہ حق تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں صاف صاف کھول کر فرمادیا ہے کہ جس جانور ماکول اللحم[۵] پر ہمارا نام ذبح کے وقت لیا گیا وہ حلال طیب اور پاک

---

[۵] وہ جانور جس کا گوشت کھایا جائے یعنی جو شرعاً حلال قرار دیا گیا ہو۔ ۱۲ رضوی

اور اگر اس بنا پر ہے کہ وہ جانور نامزد ہے بنام حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا کہ اس قصد سے بعضے اشخاص کوئی جانور پال لیتے ہیں کہ ہم اس کو حضور کے عرس و فاتحہ میں ذبح کریں گے، تو اس کو بھی حرمت سے کوئی علاقہ تعلق۱۲ نہیں ہے ـــــ اس لیے کہ اس صورت میں بجز نسبت اور اضافت کے اور کچھ نہیں ہے۔ اور فقط نسبت و اضافت سے اگر جانور حرام ہو جائے تو چاہیے کہ تمام جانور حرام ہوں ـــــ کیوں کہ بالضرور ہر جانور میں یہ نسبت و اضافت موجود ہے کہ یہ گائے مثلاً زید کی ہے۔ اور یہ بکری بکر کی ہے۔ اور یہ مرغا عمرو کا ہے۔ حالاں کہ یہ نسبت و اضافت حرمت میں جانور کے، کچھ دخل نہیں رکھتی ـــ پھر اگر اسی طرح کسی بزرگ کی طرف، کسی جانور کی نسبت و اضافت کی گئی تو اس کے حرام ہو جانے کی کیا وجہ ہے؟ ـــ

اور اگر اس خیالِ باطل سے اس کو حرام کہتا ہے کہ حضرتِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اس کی نذر و نسبت، موجب اس کے خبث اور ایسی پلیدی کے ہے کہ اس کے بعد اگرچہ خدا ہی کے نام سے ذبح بھی کیا جاوے تب بھی پاک اور حلال نہیں ہو سکتا ـــــ تو یہ صریح مدافعت تردید۱۲ ہے نصِ قاطعِ کلام اللہ شریف کی ـــ اور۔

مَنْ دَافَعَ نَصَّ کِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَقَدْ کَفَرَ بِالْاِجْمَاعِ۔

کما فی الاعلام۔

جو نصِ کلام اللہ کو رد کرے وہ بالاجماع کافر ہے جیسا کہ اعلام بقواطع الاسلام میں ہے ۱۲ رضوی۔

اس لیے کہ حق تعالیٰ نے اپنے کلامِ پاک میں صاف صاف کھول کر فرما دیا ہے کہ جس جانور ماکول اللحم[۵] پر ہمارا نام ذبح کے وقت لیا گیا وہ حلال طیب اور پاک

---

[۵] وہ جانور جس کا گوشت کھایا جائے یعنی جو شرع میں حلال قرار دیا گیا ہو۔ ۱۲ رضوی

ہو گیا، اُس کو بے تکلف شوق سے کھاؤ ۔ اور اُس کے کھانے پر تحریص (ترغیب) فرمائی، اور نہ کھانے پر ڈانٹ سنائی ـــــ ایک جگہ فرمایا :-

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ۝ [1]

ترجمہ :- تو کھاؤ اُس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا، اگر تم اس کی آیتیں مانتے ہو۔ (کنز الایمان)

ایک جا فرمایا :- يٰاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا [2]

ترجمہ :- اے لوگو کھاؤ جو کچھ زمین میں حلال پاکیزہ ہے۔ (کنز الایمان)

ایک محل میں حکم ہے :- يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝ [3]

ترجمہ :- اے ایمان والو! کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں، اور اللہ کا احسان مانو، اگر تم اسی کو پوجتے ہو۔ (کنز الایمان)

ایک موضع (جگہ) میں فرماتے ہیں :- يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ [4]

ترجمہ :- اے ایمان والو، حرام نہ ٹھہراؤ وہ ستھری چیزیں کہ

---

[1] پ سورۂ انعام ۔ آیت ۱۱۸
[2] پ۲ ۔ سورۂ بقرہ آیت ۱۶۸
[3] پ۲ سورۂ بقرہ ۔ ت ۱۷۲
[4] پ ۔ سورۂ مائدہ ۔ ت ۸۷

اللہ نے تمہارے لیے حلال کیں، اور حد سے نہ بڑھو۔ بے شک حد سے بڑھنے والے، اللہ کو ناپسند ہیں۔ (کنز الایمان)

ایک جگہ:۔ وَ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ص وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ؁ [1]

ترجمہ:۔ اور کھاؤ جو کچھ تمہیں اللہ نے روزی دی، حلال پاکیزہ۔ اور ڈرو اللہ سے جس پر تمہیں ایمان ہے۔ (کنز الایمان)

ایک جگہ ارشاد ہے:۔ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ قَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ۔ [2]

ترجمہ:۔ اور تمہیں کیا ہوا کہ اُس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا۔ وہ تم سے مفصل بیان کر چکا جو کچھ تم پر حرام ہوا۔ (کنز الایمان)

ازاں جملہ:۔ يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ۔ [3]

ترجمہ:۔ اے محبوب تم سے پوچھتے ہیں کہ اُن کے لیے کیا حلال ہوا تم فرما دو کہ حلال کی گئیں تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں۔ (کنز الایمان)

اور دوسری جگہ ہے:۔ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ [4]

ترجمہ:۔ تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اُس نے اپنے بندوں کے لیے نکالی اور پاک رزق (کنز الایمان)

---

[1] پ۷۔ مائدہ۔ ت ۸۸ [2] پ۸۔ انعام۔ ت ۱۱۹

[3] پ۶۔ مائدہ۔ ت ۴ [4] پ۸۔ اعراف۔ ت ۳۲

ایک موقع پر فرمایا :- وَ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ [1]

ترجمہ :- اور تمھارے لیے حلال ہوئے بے زبان مویشی مگر وہ جو آگے سُنایا جائے گا تم کو۔ (کنز الایمان)

اور جس طرح یہ عمومات کتاب اللہ تعالیٰ کی، اس مدعا کی دلیلِ کامل ہیں، اسی طرح سُنّتِ رسُولُ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم سے وہ احادیث کافی وافی ہیں جن سے اُضحیہ (قربانی) اور فدیہ اور کعبہ کا ہدیہ اور جنایت کا معاوضہ وکفارہ اور ضیافتِ مہمان کے لیے، اور ولیمہ اور شادی اور عقیقہ اور تجارت کے لیے، جیسے قصاب وغیرہ کرتے ہیں۔ ثابت ہے کہ باوجود نسبت اِلَی الغیر کے چوں کہ اللہ تعالیٰ کے نام سے وہ ذبح کیے جاتے ہیں، اور تقرّب اِلیٰ غیر اللہ مقصود بالذات نہیں ہوتا، لہٰذا یہ جانور یعنی اُن کا گوشت حلال طیّب ہے ـــــ اسی طرح اولیاء اللہ کے نام کا جانور حلال، اور اُن کے نام کا جانور ذبیحہ پاک اور طیّب ہے۔

علّامۂ عارف باللہ، اُصولی، مُفسّر، محدّث، مدرس حرمین شریفین زَادَهُمَا اللّٰهُ شَرَفًا تفسیرِ احمدی میں لکھتے ہیں :-

اِنَّ الْبَقَرَةَ الْمَنْذُوْرَةَ لِلْاَوْلِيَآءِ كَمَا هُوَ الرَّسْمُ فِیْ زَمَانِنَا حَلَالٌ طَيِّبٌ لِاَنَّهٗ لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ غَيْرِ اللّٰهِ وَقْتَ الذَّبْحِ، وَ اِنْ كَانُوْا يَنْذُرُوْنَهَا لَهُمْ۔ [2]

ترجمہ :- بے شک وہ گائے جو اولیاء کی نذر ہوتی ہے جیسا

---

[1] پ۶۔ مائدہ۔ آیت ۱۔

[2] تفسیرات احمدیہ ص ۴۰۔ اشاعت مطبع اخوان الصفا کلکتہ۔

کہ ہمارے زمانے کا دستور ہے، حلال پاکیزہ ہے کیوں کہ ذبح
کے وقت غیر خدا کا نام نہیں لیا جاتا، اگرچہ اسے ان کے لیے
نذر کرتے ہیں ۱۲ رضوی)

اس کے منہیہ[1] میں افادہ فرماتے ہیں:۔ اَمَّا بِحَسْبِ النَّذْرِ فَقَدْ تَقَرَّرَ اَنَّ النَّذْرَ لِغَیْرِ اللّٰہِ حَرَامٌ، وَنَذْرُ الْاَوْلِیَآءِ مُاَوَّلٌ بِاَنَّ النَّذْرَ لِلّٰہِ تَعَالٰی وَثَوَابُہٗ لَھُمْ ـ یعنی اولیا کی نذر کے یہ معنی ہیں کہ اس کے ثواب کو اُن کی رُوحِ پاک کو پہنچاتے ہیں۔ اور نذر اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہے۔ نہ غیر اللہ کے واسطے۔

فتاویٰ بزازیہ اور شرح وہبانیہ وغیرہ میں ہے:۔

وَلَوْ ذَبَحَ لِلضَّیْفِ لَا یَحْرُمُ لِاَنَّہٗ سُنَّۃُ الْخَلِیْلِ عَلَیْہِ السَّلَامُ، وَاِکْرَامُ الضَّیْفِ اِکْرَامُ اللّٰہِ تَعَالٰی۔ کَانَ الذَّبْحُ لِلّٰہِ وَالْمَنْفَعَۃُ لِلضَّیْفِ اَوْ لِلْوَلِیْمَۃِ اَوْ لِلرِّبْحِ۔ انتہی مختصرا۔

ترجمہ:۔ اور اگر مہمان کے لیے ذبح ہو تو حرام نہیں۔ کیوں کہ یہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی سنت ہے ـــ اور مہمان کی تعظیم اللہ کی تعظیم ہے ـــ یہ ذبح اللہ تعالیٰ کے لیے ہوگا اور نفع مہمان کے لیے یا ولیمہ یا تجارت کے لیے ۱۲ رضوی

---

[1] منہیہ۔ وہ حاشیہ جو مصنف خود اپنی کتاب کے تحت تحریر کرے۔ چونکہ ایسے حواشی کے آخر میں لکھتے ہیں مِنْہ (یعنی اسی کے قلم سے) اس لیے ایسے حاشیے کو منہیہ کہتے ہیں ۱۲ رضوی۔

تفسیر بیضاوی اور مدارک اور کشاف اور امام رازی اور روح البیان وغیرہ میں ہے :-

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ - اَیْ رُفِعَ بِهِ الصَّوْتُ عِنْدَ ذَبْحِهٖ لِلصَّنَمِ ؎

ترجمہ :- " ما اُہل بہ لغیر اللہ " کا معنیٰ یہ ہے کہ اس پر بُت کے لیے اسے ذبح کرنے کے وقت آواز بلند کی گئی ہو ۱۲ رضوی ۔

بیضاوی کے حاشیہ میں ہے :-

مَعْنٰی رَفْعِ الصَّوْتِ لِلصَّنَمِ اَنْ يُّذْكَرَ اسْمُهٗ عِنْدَ الذَّبْحِ . انتہیٰ ۔

ترجمہ :- بُت کے لیے آواز بلند کرنے کا یہ معنیٰ ہے کہ ذبح کے وقت بُت کا نام لیا جائے ۱۲ رضوی

وَكَانُوْا اِذَا ذَبَحُوْا لِاٰلِهَتِهِمْ يَرْفَعُوْنَ اَصْوَاتَهُمْ بِذِكْرِهَا وَيَقُوْلُوْنَ - بِاسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰى ۔ روح البیان ۔

ترجمہ :-

مشرکین جب اپنے معبودوں کے لیے ذبح کرتے تو اُن ہی کا نام لے کر آوازیں بلند کرتے اور (بسم اللہ کی جگہ) باسم اللاتِ والعزّیٰ کہتے ۔ ۱۲ رضوی

آیاتِ مذکورہ اور احادیثِ مزبورہ اور روایاتِ مسطورہ سے واضح ہوا کہ جو جانور بزرگوں کے نام زد کرتے ہیں، اور مقصود اس سے ایصالِ ثواب اُن کی [۱۲ گزشتہ لکھی ہوئی]

؎ تفسیر بیضاوی پ سورۂ بقرہ ۔ ص ۱۲۳ ۔ اشاعت مکتبہ رشیدیہ دہلی ۔

ارواحِ طیبہ کو ہوتا ہے، خواہ بطورِ نذر ہو یا غیر نذر، معلق ہو یا مطلق، جب اُس کو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کریں تو اُس کا حلال و طیب ہونا کتاب و سنت اور اقوالِ مفسرین اور محدثین اور فقہا سے ثابت ہے۔

پس محض خیالِ فاسد کی بنا پر بہ نیتِ تقرب الیٰ غیر اللہ ٹھہرا کر مسلمانوں کے ساتھ بدگمانی کر کے حکم شرک اور کفر اور حرمت کا جاری اور ساری اور شائع کرنا اپنے گھر سے شریعت کا گڑھنا ہے ـــ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ سُبْحٰنَهٗ:۔

اِجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۔ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ [۱]

بہت گمانوں سے بچو۔ بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے (کنز الایمان)

وَفِيْ هٰذَا الْقَدْرِ كِفَايَةٌ ؛ لِمَنْ لَّهٗ هِدَايَةٌ وَّدِرَايَةٌ وَمِنَ اللّٰهِ سُبْحٰنَهٗ الْبِدَايَةُ ؛ وَ اِلَيْهِ النِّهَايَةُ [۲]

وَاَنَا الْعَبْدُ الْمُجِيْبُ الْمُذْنِبُ الْاَوَّاہ، ابو الذکا سراج الدین
محمد سلامت اللہ، عفا اللہ عنہ ما جناہ، وَاَوْصَلَہ غَایَۃَ مُتَمَنَّاہ۔

ابو الذکا سراج الدین
۱۲۹۶
محمد سلامت اللہ

وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِيْبِهٖ وَصَحْبِهٖ وَاٰلِهٖ، قَدْرَ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ وَكَمَالِهٖ۔

---

[۱] پ ۲۶۔ حجرات۔ آیت ۱۲ [۲] اور اتنا جو لکھا گیا ہدایت اور فہم و دانش والے کے لیے کافی ہے اور اللہ ہی کی طرف سے ابتدا اور اسی کی طرف انتہا ہے۔
۱۲ سید شاہد علی رضوی۔

تصدیقاتِ علمائے رامپور

جو اصل رسالہ کے ساتھ شائع ہوئیں ـــــ رسالہ ۲۶ ر رمضان مبارک ۱۳۳۵ھ یوم سہ شنبہ مطابق ۱۷ ر جولائی ۱۹۱۷ء کو مطبع دبدبۂ سکندری ریاست رام پور میں طبع ہوا تھا۔

ـــــ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

اَمَّا بعد ۔ اربابِ اسلام پر خاص کر **اہلِ سُنّت وجماعت پر مخفی نہ** رہے کہ اس زمانۂ فتنہ وفساد میں فرقِ ضالّہ مُضِلّہ پیدا ہو گئے ہیں کہ راہِ راست سے اہلِ اسلام کو پھیر دیتے ہیں اور اپنے آپ کو اہلِ سنت کہتے ہیں ـــــ حالاں کہ وہ فرقِ اہلِ سنت سے بہ مراحل دُور ہیں ـــــ بلکہ "برعکس نہند نامِ زنگی کافور" کا مصداق ہیں ـــــ مِن جملہ اُن فرق کے یہ فرقہ مانع گیارھویں اور فاتحہ بزرگوں، کا ہے ـــــ اصل میں یہ معتزلہ اور خوارج میں سے ہیں کہ ایصالِ ثواب کے منکر کھلا ہوا تو نہیں کہتے کہ ایصالِ ثواب جائز نہیں ـــــ دربردہ قول کرتے ہیں ۔ فاتحہ وغیرہ کو بدعتِ ضالّہ کا قول کرتے ہیں ـــــ حالاں کہ یہ امور اہلِ سنّت کے یہاں امورِ مستحسنہ سے ہیں، جن پر تمام بلادِ اسلام میں اتفاق و اجماع ہے ـــــ بلکہ حصر فرقۂ ناجیہ کا

انھیں مخلصین فاتحہ دلانے والے، ایصالِ ثواب کا قول و اعتقاد رکھنے والوں میں ہے، اور مصداق مَآ اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ کا یہی فرقہ ہے۔ بخلاف منکرین مخالفین کے، کہ وہ مصداق کُلُّھُمْ فِی النَّارِ کے، ناری ہیں —— ایسی عمدہ پاک چیزوں کو نعوذ باللہ من ذٰلک گوشتِ خنزیر قرار دینا، اُن کی خباثتِ باطن کا اثر ہے —— می چکد انچہ در آوندِ دل است۔

لِلّٰہِ دَرُّ الْمُجِیْب مولوی شاہ سلامت اللہ صاحب نے اچھی طرح کھول کر بصراحت اُن کا رد کیا ہے —— حق تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے ——

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

العبد محمد عبد الغفار عُفِیَ عنہ

◉ —— کَبُرَتْ کَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ

فدائے احمد محمد اللہ

◉ —— فی الواقع گیارھویں شریف اولیاء صالحین من المتاخرین کے امورِ مستحسنہ سے ہے جو شخص اُس کو بُرا کہے اور اس کے سبب سے اُن بزرگانِ دین کو کافر کہے وہ خود کافر ہے۔

(مہر: محمد معز اللہ خاں — مدرس مدرسہ عالیہ ریاست رام پور)

محمد معز اللہ خاں مدرس مدرسہ عالیہ ریاست رامپور

◉ —— قد صح الجواب ——

محمد قمر الدین عُفِیَ عنہ رام پوری

⦿ — فی الواقع گیارھویں شریف کرنے والے کافر نہیں ہیں۔

احمد امین عفی عنہ مدرس دوم مدرسہ عالیہ

⦿ — واقع میں گیارھویں شریف امرِ مستحسن ہے۔ اور اس کا کرنے والا کافر نہیں ہے۔ محمد نبیہ مدرس مدرسہ عالیہ

⦿ — راہِ خدا میں سلف صالحین کے ایصالِ ثواب کے واسطے صدقہ جاری کرنے والا کافر نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

محمد رشید الدین

مدرس درجہ مولوی عالم مدرسہ عالیہ

⦿ — قد اصاب المجیب ۔ بے شک اولیائے کبار، اور بعضے محدثینِ ذو الاعتبار نے فاتحہ گیارھویں شریف کو امورِ مستحسنہ سے شمار کیا ہے اور اس کے جوازِ استحسانی پر فتویٰ دیا ہے — جو شخص اس کے عامل کو کافر کہے وہ بموجب اقوالِ مذکور فی الجواب خود کافر ہے۔ فقط ۔ العبد وزیر محمد خاں

مدرس مدرسہ عالیہ رام پور

⦿ — ہذا الجواب صحیح لاشک فیہ ۔ سید علی خاں قادری رامپوری پیش کار سابق، نقیب الاشراف السید عبدالرحمن آفندی سجادہ نشین مسند سیدنا غوثِ اعظم واولاد آں حضور، رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی بغداد شریف۔

⦿ — فاتحہ گیارھویں شریف ایصالِ ثواب کی غرض سے ہے جو نصًّا ثابت ہے کفر نہیں۔ اس کے کرنے والے کو کافر کہنا جائز نہیں۔ نظیر الدین عفی عنہ

مدرس مدرسہ عالیہ ریاست رام پور

⦿ — بے شک ایصالِ ثواب بزرگان کی ارواحِ طیبہ کو امرِ مستحسن ہے۔ محمد علی حسین عفی عنہ

◉ — بے شک فاتحہ گیارھویں شریف وغیرہ بغرضِ ایصالِ ثواب ارواحِ بزرگانِ دین کے لیے کرنا امرِ مستحسن اور باعثِ اجر ہے اور جو جانور ماکول اللحم فاتحہ کی غرض سے ذبح کیا جائے اُس کے گوشت کو حرام سمجھنا سراسر جہالت اور بے دینی ہے ۔۔ اُس کا وہی حکم ہے جو دیگر تقریبات میں ذبح کیا جاتا ہے ۔ وہ یقیناً حلال ہے ۔

◉ — ذلک کذلک ۔ محمد ہدایت اللہ عفی عنہ (مہر: ولد حافظ عنایت اللہ خاں محمد ہدایت اللہ) | العبد حافظ محمد عنایت اللہ عفی عنہ (مہر: ولد حبیب اللہ خاں محمد عنایت اللہ خاں)

◉ — اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جو فاتحہ و عرس بزرگانِ دین کا بغرضِ ایصالِ ثواب ان حضرات کی ارواحِ طیبات کے لیے کیا جائے وہ امرِ مستحسن باعثِ اجر ہے ۔۔ شرعاً اس کے عدمِ جواز و قباحت کی کوئی وجہ نہیں ہے ۔۔ اور اسی طرح جو جانور فاتحہ و عرس کی تقریب میں ذبح کیا جائے اُس کا حکم وہی ہے جو دیگر تقریبات میں ذبح کیا جاتا ہے ۔ اُس کو حرام سمجھنا اور خنزیر کا گوشت بتانا بالکل جہالت و نادانی اور بے علمی و بے دینی ہے ۔ ہذا واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم ۔ دستخط مولوی فضل حق صاحب

◉ — ہذا المجیب مصیب ۔ سید یوسف عفی عنہ مدرس درجہ مولوی مدرسہ عالیہ ۔

الجواب حق ، والحق أحق بالاتباع ۔ عاصی مولوی عبد الرحمٰن عفی عنہ

مدرس مدرسہ عین العلم شاہجہان پور

◉ — لا شك أن الجواب المذكور للسوال المذكور صحيح مُصَحَّحٌ موافق للحق مستفادٌ و منصوص عليه بالادلة المذكورة المنقولة لا حاجة للزيادة عليه ۔ والله اعلم بالصواب ۔ عبد الواحد ولایتی عفی عنہ الرامفوری

اس تحریر میں گیارھویں شریف کے جواز و استحسان اور اُس کے متعلقات کے بارے میں حضرتنا الاستاذ مدظلہ نے بیس ۲۰ آیتیں اور چھیالیس ۴۶ حدیثیں اور دو ۲ نقلِ اجماع اور پچاس ۵۰ روایاتِ فقہ وغیرہ سے مسطور فرمائے ہیں ۔

اِس کے بعد بھی انکار کرنا پورا مصداق بننا " وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰہُ لَہٗ نُوْرًا

فَمَالَہٗ مِنْ نُورٍ" کہا ہے۔ فلہذا اقول لِعُم الجواب، وحبّذا التحقیق۔ فقط

محمد معوان حسین احمدی

احمدی
محمد معوان حسین

◉ حامداً ومصلیاً ــــ معاشر المومنین اس فتوے کے دیکھنے کے بعد، جو قرآن و حدیث اور اقوالِ فقہاء و صلحاءِ امت کے مطابق لکھا گیا ہے اگر کوئی بدسرشت فاتحہ یازدہم و اعراسِ بزرگان سے اعراض و انکار کرے وہ صریح منکرِ خدا و رسول ہے اور خارج از اسلام ہے ایسے شخص کی ظاہری صورت سے مسلمانوں کو دھوکا نہ کھانا چاہیے وہ شخص یقیناً مرتد ہے۔ اور منافقانہ مسلمان بن کر اہلِ ایمان کو گمراہ کرنے والا ہے ــــ اہلِ اسلام کو اس کی ظاہری وضع اسلامی سے دھوکا نہ کھانا چاہیے اور اپنے آپ کو اس کے شر سے بچانا چاہیے۔ اور اس کو دشمنِ مبین سمجھ کر اس سے دوری ضروری سمجھے۔ بقولِ مولانا روم:

ع صحبتِ طالح ترا طالح کند

الٰہی تو جمیع اہلِ اسلام کو احکامِ شرع پر چلنے کی توفیق دے اور گمراہ کرنے والے شیطان انسان کی صورت کے شر سے محفوظ رکھ۔ آمین

سید عبد الحکیم نقوی

◉ الجواب صحیح سعید الدین مدرس مدرسہ بیت الارشاد

(جمال پرنٹنگ پریس گوئیا تالاب رامپور)

مشین مین تاج محمد فاروقی عرف کاکا

اکابر علماء اہلسنت اور بلند پایہ دانشوران ملت نے اپنے وسیع مطالعہ اور اہم تجربات کی روشنی میں دعوت و تبلیغ کے لئے علماء اہلسنت کی کتابوں سے منتخب ایک جامع "اسلامی نصاب مطالعہ" مرتب کیا ہے — عقائد و معمولات کی درستگی، اصلاحِ معاشرہ، اور بزرگوں کے حالات و تعلیمات کے لئے مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے یکساں مفید — زبان عام فہم — فکر انگیز پیرایۂ بیان۔

آپ ملازم ہوں یا تاجر — امیر ہوں یا غریب، اگر آپ مسلمان ہیں، تو "اسلامی نصاب مطالعہ" کا آپ کے گھر اور آپ کی لائبریری میں ہونا دینی اور اخلاقی ضرورت ہے۔

تقسیم کار:

دعوتِ اسلامی —— رضا اکیڈمی —— ایم، ایس، او

رابطہ کا پتہ

المجمع المصباحی، جامعہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی
پن کوڈ: ۲۷۶۳۰۴

Rs-14/-